بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم
وعلیٰ عبدہ المسیح الموعود
وَلَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ بِبَدْرٍ وَّ اَنْتُمْ اَذِلَّةٌ

جلد 48
ایڈیٹر
منیر احمد خادم
نائبین
قریشی محمد فضل اللہ
منصور احمد
Postal
Registration
No:p/GDP-23

ہفت روزہ بدر قادیان

The Weekly BADR Qadian

شمارہ 34
شرح چندہ
سالانہ 150 روپے
بیرونی ممالک
بذریعہ ہوائی ڈاک
20 پونڈ یا 40 ڈالر
امریکن۔ بذریعہ
بحری ڈاک
10 پونڈ

13 جمادی الاوّل 1420 ہجری 26/ ظہور 1378 ہش 26/ اگست 1999ء

لندن ۲۱/ اگست (مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ انٹرنیشنل) سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ بنصرہ العزیز ان دنوں بیرونی ممالک کے دورہ پر ہیں۔

پیارے آقا کی صحت و سلامتی درازی عمر مقاصد عالیہ میں فائز المرامی اور خصوصی حفاظت کیلئے احباب دعائیں جاری رکھیں۔ اللھم اید امامنا بروح القدس وبارك لنا فی عمرہ وامرہ۔

حقیقی اور روحانی اور فیض رساں زندگی وہ ہے جو خدا تعالیٰ کی زندگی کے مشابہ ہو کر نور اور یقین کے کرشمے نازل کرتی ہو جسمانی وجود کے ساتھ ایک لمبی عمر پانا اگر فرض بھی کر لیں کہ ایسی عمر کسی کو دی گئی ہو تو کچھ بھی جائے فخر نہیں

ارشادات عالیہ سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام

ہم نہایت نرمی اور انکسار سے ہر ایک عیسائی صاحب اور دوسرے مخالفوں کو کہتے رہے ہیں اور اب بھی کہتے ہیں کہ در حقیقت یہ بات سچ ہے کہ ہر ایک مذہب جو خدا تعالیٰ کی طرف سے ہو کر اپنی سچائی پر قائم ہوتا ہے اس کے لئے ضرور ہے کہ ہمیشہ اس میں ایسے انسان پیدا ہوتے رہیں کہ جو اپنے پیشوا اور ہادی اور رسول کے نائب ہو کر یہ ثابت کریں کہ وہ نبی اپنی روحانی برکات کے لحاظ سے زندہ ہے فوت نہیں ہوا کیونکہ ضرور ہے کہ وہ نبی جس کی پیروی کی جائے جس کو شفیع اور منجی سمجھا جائے وہ اپنے روحانی برکات کے لحاظ سے ہمیشہ زندہ ہو اور عزت اور رفعت اور جلال کے آسمان پر اپنے چمکتے ہوئے چہرہ کے ساتھ ابدی طور پر مقیم ہو اور خدائے ازلی ابدی حیّ قیوم ذوالاقتدار کے دائیں طرف بیٹھنا اس کا ایسے پر زور الٰہی نوروں سے ثابت ہو کہ اس سے کامل محبت رکھنا اور اس کی کامل پیروی کرنا لازمی طور پر اس نتیجہ کو پیدا کرتا ہو کہ پیروی کرنے والا روح القدس اور آسمانی برکات کا انعام پائے اور اپنے پیارے نبی کے نوروں سے نور حاصل کر کے اپنے زمانہ کی تاریکی کو دور کرے اور مستعد لوگوں کو خدا کی ہستی پر وہ پختہ اور کامل اور درخشاں اور تابان یقین بخشے جس سے گناہ کی تمام خواہشیں اور سفلی زندگی کے تمام جذبات جل جاتے ہیں یہی ثبوت اس بات کا ہے کہ وہ نبی زندہ اور آسمان پر ہے۔ سو ہم اپنے خدائے پاک ذوالجلال کا کیا شکر کریں کہ اس نے اپنے پیارے نبی محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت اور پیروی کی توفیق دیکر اور پھر اس محبت اور پیروی کے روحانی فیضوں سے جو سچی تقویٰ اور سچے آسمانی نشان ہیں کامل حصہ عطا فرما کر ہم پر ثابت کر دیا کہ وہ ہمارا پیارا برگزیدہ نبی فوت نہیں ہوا بلکہ وہ بلند تر آسمان پر اپنے ملیک مقتدر کے دائیں طرف بزرگی اور جلال کے تخت پر بیٹھا ہے۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَيْهِ وَبَارِكْ وَسَلِّمْ اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا۔ اب ہمیں کوئی جواب دے کہ روئے زمین پر یہ زندگی کس نبی کے لئے بجز ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ثابت ہے؟ کیا حضرت موسیٰ کے لئے؟ ہرگز نہیں کیا۔ حضرت داؤد کیلئے؟ ہرگز نہیں۔ کیا حضرت مسیح علیہ السلام کیلئے؟ ہرگز نہیں۔ کیا راجہ رامچندر یا راجہ کرشن کیلئے؟ ہرگز نہیں۔ کیا وید کے ان رشیوں کے لئے جن کی نسبت بیان کیا جاتا ہے کہ ان کے دلوں پر وید کا پرکاش ہوا تھا؟ ہرگز نہیں جسمانی زندگی کا ذکر بے سود ہے اور حقیقی اور روحانی اور فیض رسان زندگی وہ ہے جو خدا تعالیٰ کی زندگی کے مشابہ ہو کر نور اور یقین کے کرشمے نازل کرتی ہو۔ ورنہ جسمانی وجود کے ساتھ ایک لمبی عمر پانا اگر فرض بھی کر لیں اور فرض کے طور پر مان بھی لیں کہ ایسی عمر کسی کو دی گئی ہے تو کچھ بھی جائے فخر نہیں۔ مصر کی بعض پورانی عمارتیں ہزار ہا برس سے چلی آتی ہیں اور بابل کے کھنڈرات اب تک موجود ہیں جن میں اُلّو بولتے ہیں اور اس ملک میں اجودھیا اور بندرابن بھی پرانے زمانہ کی آبادیاں ہیں اور اٹلی اور یونان میں بھی ایسی قدیم عمارتیں پائی جاتی ہیں تو کیا اس جسمانی طور پر لمبی عمر پانے سے یہ تمام چیزیں اس جلال اور بزرگی سے حصہ لے سکتی ہیں جو روحانی زندگی کی وجہ سے خدا کے مقدس لوگوں کو حاصل ہوتی ہے۔

اب اس بات کا فیصلہ ہو گیا ہے کہ اس روحانی زندگی کا ثبوت صرف ہمارے نبی علیہ السلام کی ذات بابرکات میں پایا جاتا ہے۔ خدا کی ہزاروں رحمتیں اس کے شامل حال رہیں۔ افسوس کہ عیسائیوں کو کبھی بھی یہ خیال نہیں آیا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی روحانی زندگی ثابت کریں اور صرف اُس لمبی عمر پر خوش نہ ہوں جس میں اینٹ اور پتھر بھی شریک ہو سکتے ہیں۔ بے سود ہے وہ زندگی جو نفع رسان نہیں۔ اور لاحاصل ہے وہ بقا جس میں فیض نہیں۔ دُنیا میں صرف دو زندگیاں قابل تعریف ہیں۔ (۱) ایک وہ زندگی جو خود خدائے حیّ قیوم مبدءِ فیض کی زندگی ہے۔ (۲) دوسری وہ زندگی جو فیض بخش اور خدا نما ہو۔ سو آؤ ہم دکھاتے ہیں کہ وہ زندگی صرف ہمارے نبی ﷺ کی زندگی ہے جس پر ہر ایک زمانہ میں آسمان گواہی دیتا رہا ہے۔ اور اب بھی دیتا ہے اور یاد رکھو کہ جس میں فیاضانہ زندگی نہیں وہ مردہ ہے نہ زندہ۔ اور میں اس خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں جس کا نام لیکر جھوٹ بولنا سخت بدذاتی ہے کہ خدا نے مجھے میرے بزرگ واجب الاطاعت سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی روحانی دائمی زندگی اور پورے جلال اور کمال کا یہ ثبوت دیا ہے کہ میں نے اس کی پیروی سے اور اس کی محبت سے آسمانی نشانوں کو اپنے اوپر اُترتے ہوئے اور دل کو یقین کے نور سے پر ہوتے ہوئے پایا اور اس قدر نشان غیبی دیکھے کہ ان کھلے کھلے نوروں کے ذریعہ سے میں نے اپنے خدا کو دیکھ لیا ہے۔

(تریاق القلوب صفحہ ۱۱۔۱۹ ایڈیشن ۱۹۷۹ء)

سالانہ اجتماع
مجلس خدام الاحمدیہ بھارت

سیدنا حضرت امیر المومنین نے امسال سالانہ اجتماع خدام الاحمدیہ بھارت کیلئے ستمبر کی ۲۸/۲۹ اور ۳۰ تاریخوں کی منظوری مرحمت فرمائی ہے۔ تفصیلی پروگرام بذریعہ سرکلر مجالس کو بھجوایا گیا ہے۔ تمام مجالس ابھی سے اس کی تیاری شروع کر دیں۔

اللہ تعالیٰ مرکز احمدیت میں منعقد ہونے والے اس اجتماع کو ہر طرح سے کامیاب فرمائے۔

(صدر مجلس خدام الاحمدیہ بھارت)

سالانہ اجتماع
مجلس انصار اللہ بھارت

سیدنا حضرت امیر المومنین نے امسال سالانہ اجتماع مجلس انصار اللہ بھارت کیلئے ستمبر کی ۲۶/۲۷ کی تاریخوں کی منظوری مرحمت فرمائی ہے۔ اراکین مجالس نوٹ فرمالیں اور اس بابرکت اجتماع میں بکثرت شریک ہوں۔

اللہ تعالیٰ مرکز احمدیت میں منعقد ہونے والے اس اجتماع کو ہر طرح سے کامیاب فرمائے۔

[صدر مجلس انصار اللہ بھارت قادیان]

جلسہ سالانہ قادیان

احباب جماعتہائے عالمگیر کی اطلاع کیلئے اعلان کیا جاتا ہے کہ سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے امسال رمضان المبارک کے پیش نظر ۱۰۸ ویں جلسہ سالانہ قادیان کے انعقاد کیلئے ۱۳۔۱۴۔۱۵ نومبر (ہفتہ۔ اتوار۔ سوموار) کی تاریخوں کی منظوری مرحمت فرمائی ہے۔ (ناظر دعوۃ و تبلیغ قادیان)

منیر احمد حافظ آبادی ایم۔اے پرنٹر و پبلشر نے فضل عمر آفسیٹ پرنٹنگ پریس قادیان میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔ پروپرائٹر نگران بدر بورڈ قادیان۔

بعد از خدا بعشق محمدؐ مخمّرم
گر کفر این بود بخدا سخت کافرم

اللہ اور اس کے رسول مقبول حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ و سلم کی محبت میں سرشار معصوم احمدیوں پر

توہین رسالت کے سراسر جھوٹے اور ناپاک الزام میں عائد

بعض مقدمات کی تفصیل

(رشید احمد چوہدری۔ پریس سیکرٹری)

آج پاکستان میں مولوی صاحبان کا ایک طبقہ اپنا سارا زور اس بات پر صرف کر رہا ہے کہ ثابت کیا جائے کہ جماعت احمدیہ نعوذباللہ رسول کریم ﷺ کی توہین کی مرتکب ہو رہی ہے۔ یہ علمائے سُوء وہ ہیں جنہوں نے یا تو سرے سے جماعت احمدیہ کا لٹریچر مطالعہ ہی نہیں کیا۔ یعنی انہوں نے گوارا ہی نہیں کیا کہ وہ بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تحریرات کو پڑھیں کیونکہ اگر وہ سرسری طور پر بھی ان کتب کا مطالعہ کرتے تو ان پر ان کا اپنا جھوٹ ظاہر ہو جاتا۔ یا پھر وہ مولوی صاحبان احمدیت دشمنی میں دیدہ و دانستہ ایسے مفتریانہ بیانات دے کر اپنی طبیعتوں کا گند ظاہر کر رہے ہیں.

جماعت احمدیہ پر یہ الزام کہ وہ رسول کریم ﷺ کی شان اقدس میں گستاخی کی مرتکب ہو رہی ہے ایک بہت بڑی تہمت ہے۔ یہ ایک انتہائی گھناؤنا ، ظالمانہ اور بیہمانہ الزام ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ جماعت احمدیہ مسلمہ آنحضرت ﷺ کے عشق میں اپنا سب کچھ داؤ پر لگائے ہوئے ہے۔ رات دن اگر اسے کوئی فکر ہے تو وہ یہ کہ کس طرح رسول کریم ﷺ کا جھنڈا تمام دیگر جھنڈوں سے بلند ہو۔ یہی وہ جماعت ہے جو تنہا سارے عالم میں آنحضرت ﷺ کی عزت و شرف کے قیام کی خاطر ایک عظیم جہاد میں مصروف ہے۔ جماعت احمدیہ کی گزشتہ سو سالہ تاریخ اس بات کی گواہ ہے کہ اس کے ارکان نے اسلام کی سربلندی کے لئے اپنی جانیں ، عزتیں اور اپنے اموال سب کچھ خدا تعالیٰ کی راہ میں قربان کر دینے میں ذرہ بھر بھی ہچکچاہٹ محسوس نہیں کی۔ یہی وہ جماعت ہے جس نے دنیا بھر میں تبلیغ اسلام کا بیڑا اٹھا رکھا ہے اور قرآن مجید کے مختلف زبانوں میں تراجم کر کے اسلام کی حسین تعلیم دنیا کے کونے کونے میں پھیلا رہی ہے۔ جہاں کہیں بھی دشمنان دین نے اسلام یا رسول کریم ﷺ کے خلاف زبان کھولی اور اعتراضات کئے جماعت احمدیہ سب سے پہلے میدان میں آئی اور نہ صرف اسلام کا دفاع کیا بلکہ اپنے قوی اور ناقابل تردید دلائل سے دشمن کا منہ بند کر دیا۔ چنانچہ آج جماعت احمدیہ کے دشمن تک اپنے تمام بغض و عناد کے باوجود یہ تسلیم کرنے پر مجبور ہیں کہ اسلام کی تائید میں اور رسول کریم ﷺ کی محبت میں اسلام کی خدمت کرنے والی اگر کوئی جماعت سارے عالم میں نظر آتی ہے تو وہ جماعت احمدیہ مسلمہ ہی ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ کے زمانہ کے بعد گزشتہ ۱۴۰۰ سالوں میں بانی سلسلہ احمدیہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام جیسا کوئی عاشق رسولؐ نظر نہیں آتا۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا کلام پڑھ کر دیکھیں تو معلوم ہوتا ہے کہ اس زمانہ میں اگر کسی نے آنحضرت ﷺ کی محبت کے گر سکھائے ہیں تو وہ بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ ہی ہیں۔ آپ نے ہی دنیا کو وہ آداب بتائے کہ آنحضرت ﷺ سے محبت کیسے کی جاتی ہے۔ آپ نے ہی وہ طریق بتائے کہ کس طرح آنحضرت ﷺ کے نام پر جانیں نثار کی جاتی ہیں۔ آپ کا ہی تو شیریں کلام ہے

جان و دلم فدائے جمال محمدؐ است
خاکم نثار کوچہ آل محمدؐ است

میری جان اور دل جمال محمدؐ پر فدا ہیں اور میری خاک آل محمد کے کوچہ پر نثار ہے۔

اور

بعد از خدا بعشق محمدؐ مخمرم
گر کفر این بود بخدا سخت کافرم

میں خدا کے بعد محمدؐ کے عشق میں مخمور ہوں اگر یہ کفر ہے تو خدا کی قسم میں سخت کافر ہوں۔

پھر آپؑ رسول کریم ﷺ کے بارہ میں یوں فرماتے ہیں:

سب ہم نے اس سے پایا شاہد ہے تو خدایا
وہ جس نے حق دکھایا وہ مہ لقا یہی ہے

نیز آپ نے فرمایا:

اس نور پر فدا ہوں اس کا ہی میں ہوا ہوں
وہ ہے۔ میں چیز کیا ہوں۔ بس فیصلہ یہی ہے

اور آپ کی نثر ملاحظہ فرمائیں۔ آپ اپنی کتاب "سراج منیر" میں فرماتے ہیں:

"جب ہم انصاف کی نظر سے دیکھتے ہیں تو تمام سلسلہ نبوت میں سے اعلیٰ درجہ کا پیارا نبی صرف ایک مرد کو جانتے ہیں یعنی وہی نبیوں کا سردار اور رسولوں کا فخر، تمام مرسلوں کا سرتاج جس کا نام محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ ﷺ ہے جس کے زیر سایہ دس دن چلنے سے وہ روشنی ملتی ہے جو پہلے اس سے ہزاروں برس تک نہیں مل سکتی تھی"۔

ایک اور کتاب "آئینہ کمالات اسلام" میں آپ فرماتے ہیں:

"وہ اعلیٰ درجہ کا نور جو انسان کو دیا گیا یعنی انسان کامل کو وہ ملائک میں نہیں تھا، نجوم میں نہیں تھا، قمر میں نہیں تھا، آفتاب میں بھی نہیں تھا، وہ زمین کے سمندروں اور دریاؤں میں بھی نہیں تھا۔ وہ لعل اور یاقوت اور زمرد اور الماس اور موتی میں بھی نہیں تھا۔ غرض وہ کسی چیز ارضی اور سماوی میں نہیں تھا۔ صرف انسان میں تھا یعنی انسان کامل میں جس کا اتم اور اکمل اور اعلیٰ اور ارفع فرد ہمارے سید و مولیٰ سید الانبیاء سید الاحیاء محمد مصطفیٰ ﷺ ہیں"۔

غرضیکہ آپ کا اردو کلام، عربی کلام، فارسی کلام جو بھی ملاحظہ فرمائیں چاہے وہ منظوم کلام ہو یا نثر عشق رسول کریم ﷺ سے بھرا پڑا ہے۔ ان تمام شواہد کے ہوتے ہوئے بھی بعض مولوی صاحبان ایسے ہیں کہ جو جماعت احمدیہ کے افراد پر توہین رسالت کے مقدمات قائم کرنا "خدمت اسلام" سمجھتے ہیں۔ چنانچہ پاکستان کے طول و عرض میں سینکڑوں احمدی مسلمانوں پر زیر دفعہ 295/C تعزیرات پاکستان مقدمات قائم کئے گئے ہیں اور ان پر یہ جھوٹا الزام عائد کیا گیا ہے کہ وہ توہین رسول کریم ﷺ کے مرتکب ہوئے ہیں (نعوذباللہ من ذلک)

ان مقدمات میں سے چند ایک کی قدرے تفصیل ہدیۂ قارئین ہے:

☆......☆......☆

سیرت رسول کریم ﷺ پر آرٹیکل شائع کرنے پر مقدمہ

۱۵/جون ۱۹۸۶ء کو ٹنڈو آدم سندھ کے ختم نبوت کے مولوی احمد میاں حمادی نے رسالہ انصاراللہ کی انتظامیہ یعنی مرزا محمد دین صاحب ناز ایڈیٹر، قاضی منیر احمد صاحب پرنٹر اور چوہدری محمد ابراہیم صاحب پبلشر کے خلاف زیر دفعہ 295/C تعزیرات پاکستان ایک مقدمہ درج کرایا جس میں کہا گیا کہ رسالہ مذکور نے اپنی اپریل ۱۹۸۶ء کی اشاعت میں سیرت رسول مقبول ﷺ پر ایک مضمون شائع کیا ہے۔

☆......☆......☆

دھمکی دینے کے الزام میں توہین رسالت کا مقدمہ

موضع جلالہ ضلع سیالکوٹ کے پانچ احمدی احباب مکرم حنیف خان صاحب ولد حیات خان صاحب، صادق خان صاحب ولد دوست محمد خان صاحب، اسلام خان صاحب ولد حنیف خان صاحب، اقبال خان صاحب ولد حنیف خان صاحب اور اختر خان صاحب ولد حنیف خان صاحب پر ایک مقدمہ نمبر ۱۰ مورخہ ۲۰/مارچ ۱۹۸۷ء تھانہ کوٹ نیناں میں زیر دفعات 147/149,506 درج کرایا گیا۔

یہ مقدمہ موضع جلالہ کے ایک شخص اسداللہ خان ولد شاہ نواز خان جو موضع جلالہ کی جامع مسجد کا خطیب اور پیش امام تھا کی پولیس کو تحریری درخواست پر درج کیا گیا۔ اس میں مولوی اسداللہ خان نے الزام لگایا کہ مورخہ ۲۰/مارچ ۱۹۸۷ء کو وہ جمعہ پڑھانے کے لئے قرآن مجید کی تلاوت کر کے اس کا ترجمہ کر رہا تھا کہ اسے مذکورہ بالا پانچ احمدیوں کی طرف سے دھمکی کا پیغام ملا کہ اگر اس نے ختم نبوت کے بارہ میں کچھ کہا تو اس کا نتیجہ بہت برا ہوگا۔ جمعہ کی نماز کے بعد وہ موضع اخلاص پور گیا تو ان احمدیوں نے اسے برا بھلا کہا، گالیاں دیں اور جان سے مار دینے کی دھمکی دی۔ اس موقعہ پر ان لوگوں نے اسے پیٹا۔ اس موقعہ کے دو گواہ نصیر خان ولد امانت خان اور حمید خان ولد صدیق خان جو موضع جلالہ کے رہائشی ہیں موجود تھے"۔

اس کی درخواست پر پولیس نے پانچوں احمدیوں کے خلاف مقدمہ درج کر لیا۔ بعد ازاں پولیس نے مزید تحقیق کر کے پانچوں احمدیوں پر دفعہ 295/C کے تحت علیحدہ چالان پیش کیا اور کہا کہ احمدیوں نے رسول کریم ﷺ کی ہتک کی ہے اور مسجد کے خطیب کو ختم نبوت کے موضوع پر تقریر کرنے سے روکا ہے۔ احمدیوں کی طرف یہ بیانات منسوب کئے گئے کہ انہوں نے کہا کہ رسول کریم ﷺ آخری نبی نہیں تھے اور یہ کہ مرزا غلام احمد سچے نبی تھے۔ اس طرح مسلمانوں کے مذہبی جذبات کو مجروح کیا گیا۔ پولیس کے مطابق ان کے یہ بیانات مورخہ ۳۱/مارچ ۱۹۸۷ء کو پولیس تحقیق کے نتیجہ میں ظاہر ہوئے جن کی بناء پر دفعہ 295/C کا اضافہ کیا گیا۔

یہ مقدمہ ایڈیشنل سیشن جج نارووال علاؤالدین ارشد ناگی کی عدالت میں پیش ہوا۔ سیشن جج نے اپنے فیصلہ میں لکھا کہ پولیس نے اس معاملہ میں فرض شناسی اور غیر جانبداری سے کام نہیں لیا۔ معلوم ہوتا ہے وہ فوجداری قانون سے بالکل

(باقی صفحہ ۷ پر ملاحظہ فرمائیں)۔

خطبہ جمعہ

خلافت ثالثہ کے دور کے

متفرق احمدی شہداء کا دلگداز تذکرہ

ظالموں کے ساتھ خدا تعالیٰ کے عبرت انگیز سلوک کے لرزہ خیز واقعات

خطبہ جمعہ ارشاد فرمودہ سیدنا امیر المومنین حضرت خلیفة المسیح الرابع ایده الله تعالیٰ بنصره العزیز - فرمودہ ۲۵؍جون ۱۹۹۹ء بمطابق ۲۵؍احسان ۱۳۷۸ء ہجری شمسی

بمقام مسجد فضل لندن (برطانیہ)

خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ بدر اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے۔

أشهد أن لا إله إلا الله وحده لا شريك له وأشهد أن محمداً عبده و رسوله-

أما بعد فأعوذ بالله من الشيطان الرجيم- بسم الله الرحمٰن الرحيم -

الحمدلله رب العلمين - الرحمٰن الرحيم - ملك يوم الدين - إياك نعبد و إياك نستعين -

اهدنا الصراط المستقيم - صراط الذين أنعمت عليهم غير المغضوب عليهم ولا الضالين-

﴿يَاَيُّهَاالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اسْتَعِيْنُوْابِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوةِ . اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصّٰبِرِيْنَ. وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ يُّقْتَلُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتٌ. بَلْ اَحْيَاءٌ وَّلٰكِنْ لَّا تَشْعُرُوْنَ﴾-

(سورة البقره آیات ۱۵۴ تا ۱۵۵)

اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو اللہ سے مدد طلب کرتے رہو صبر اور صلوٰۃ کے ساتھ۔ یقیناً اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔ اور جو اللہ کی راہ میں قتل کئے جائیں انہیں مردے نہ کہو بلکہ وہ تو زندہ ہیں لیکن تم شعور نہیں رکھتے۔

یہ شہداء کے ذکر کا جو سلسلہ شروع ہوا ہے یہی آج کے خطبہ کا بھی موضوع ہے لیکن ضمنی طور پر چونکہ مالی سال ختم ہو رہا ہے اس کے متعلق مجھے تحریک کی گئی ہے کہ جماعت کو یاد دلا دوں کہ اس مالی سال کے ختم ہونے سے پہلے پہلے اپنے وعدے پورے کرلیں اور جو کچھ قرض رہ گئے ہیں وہ بھی اتارلیں۔ زندگی اور موت تو خدا کے ہاتھ میں ہے بہتر ہے کہ اس کے ساتھ حساب صاف رہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ایک دو اقتباسات اسی ضمن میں میں پیش کرتا ہوں۔

آپ فرماتے ہیں۔ ''پس میں تم میں سے ہر ایک کو جو حاضر یا غائب ہے تاکید کرتا ہوں کہ اپنے بھائیوں کو چندے سے باخبر کرو۔ ہر ایک کمزور بھائی کو بھی چندہ میں شامل کرو۔ یہ موقع ہاتھ آنے کا نہیں''۔
پھر فرماتے ہیں ''یہ ظاہر ہے کہ تم دو چیز سے محبت نہیں کر سکتے اور تمہارے لئے ممکن نہیں کہ مال سے بھی محبت کرو اور خدا سے بھی۔ صرف ایک سے محبت کر سکتے ہو۔ پس خوش قسمت وہ شخص ہے کہ خدا سے محبت کرے اور اگر کوئی تم میں سے خدا سے محبت کر کے اس کی راہ میں مال خرچ کرے گا تو میں یقین رکھتا ہوں کہ اس کے مال میں بھی دوسروں کی نسبت زیادہ برکت دی جائے گی کیونکہ مال خود بخود نہیں آتا بلکہ خدا کے ارادہ سے آتا ہے۔ پس جو شخص خدا کے لئے بعض حصہ مال کا چھوڑتا ہے وہ ضرور اسے پائے گا''۔

(مجموعہ اشتہارات جلد سوم، مطبوعہ لندن صفحہ ۴۹۷)

اس مختصر تحریک کے بعد اب میں شہداء کا ذکر شروع کرتا ہوں جو خلافت ثالثہ کے زمانے میں شہید ہوئے اور اس تعلق میں سب سے پہلے **ماسٹر غلام حسین صاحب ولد عبدالکبیر بٹ صاحب** کا ذکر کروں گا۔ تاریخ شہادت اکتوبر ۱۹۶۷ء ہے۔ آپ ۱۹۴۹ء یا ۱۹۵۰ء میں ترک پورہ بانڈی پورہ مقبوضہ کشمیر سے ہجرت کر کے گلگت آگئے تھے۔ یہاں چند سال خواجہ ثناء اللہ صاحب مرحوم کے پاس ملازمت کرتے رہے پھر آپ گلگت میں ہی سکول ماسٹر کے طور پر بھرتی ہوئے اور مختلف اوقات میں مختلف سکولوں میں بطور ٹیچر کام کرتے رہے۔ گلگت سے آپ کا تبادلہ چلاس میں ہوا۔ پھر غالباً ۱۹۶۶ء میں چلاس سے بیس پچیس کلومیٹر کے فاصلے پر تھور نالہ میں آپ کا تبادلہ ہوا۔ احمدیت کی بنا پر وہاں آپ کی مخالفت ہوئی اور غالباً اکتوبر ۱۹۶۷ء میں جب آپ سکول ہی میں رہائش پذیر تھے آپ پر رات کو حملہ کیا گیا اور دشمنوں نے آپ کو نماز پڑھنے کی حالت میں جائے نماز پر ہی ذبح کر دیا اور یوں یہ سادہ مزاج، نیک فطرت، نرم دل اور تہجد گزار مخلص احمدی اس دنیائے فانی سے رخصت ہوا۔ انا لله وانا اليه راجعون۔

حملہ آوروں نے آپ کو شہید کرنے کے بعد نعش کو تھور نالہ میں بہا دیا۔ مکرم خواجہ برکات احمد صاحب محلہ ناصر آباد ربوہ بیان کرتے ہیں کہ ''خاکسار ان دنوں علاقہ داریل میں رہائش پذیر تھا۔ اطلاع ملنے پر تھور نالہ پہنچا۔ مقامی نمبردار شیر غازی کے تعاون سے مرحوم کی نعش تلاش کی گئی۔ چلاس پولیس کو اطلاع کی گئی تھی اس لئے وہ بھی ہمراہ تھی۔ سکول سے ایک کلومیٹر کے فاصلہ پر ایک گہری جگہ صرف آپ کے پاؤں کی انگلیاں دکھائی دیں جن پر سے گوشت گل گیا تھا۔ نعش نکالی گئی اور سکول کے احاطہ میں ہی آپ کی تدفین کی گئی۔ بعدہ ملزمان پکڑ لئے گئے مگر معمولی سزا کے بعد انہیں رہا کر دیا گیا۔ دنیا میں تو بعض اوقات معمولی سزا ہی ملتی ہے اور دنیا کی سخت سزا بھی اس سزا سے بہت معمولی ہے جو قیامت کے دن خدا تعالیٰ کی طرف سے دی جائے گی۔

پسماندگان: آپ غیر شادی شدہ تھے۔ آپ کے چھوٹے بھائی محمد عبداللہ صاحب مقبوضہ کشمیر میں بطور مربی سلسلہ کام کر رہے ہیں۔

مکرم چودھری حبیب اللہ صاحب آف چک حسن آرائیں۔ تاریخ شہادت تاریخ شہادت ۱۳؍جون ۱۹۶۹ء۔ آپ پانچ بہنوں کے اکلوتے بھائی تھے اور اپنے خاندان میں اکیلے احمدی تھے جس کی وجہ سے رشتہ داروں سمیت پورا گاؤں آپ کی مخالفت کرتا تھا۔ آپ کے والدین نے احمدیت قبول کرنے کے جرم میں آپ کو گھر سے نکال دیا تو ساہیوال میں آکر اپنے برادر نسبتی کے ہاں رہنے لگے جہاں آپ محنت مزدوری کرتے تھے۔ کچھ عرصہ بعد ان کی والدہ ان کو واپس اپنے گاؤں ''چک حسن آرائیں''، تحصیل عارف والہ ضلع پاکپتن میں لے گئیں۔ آپ کے والد صاحب، والدہ اور دیگر اقرباء آپ پر زور دینے لگے کہ احمدیت چھوڑ دیں۔ آپ کو اس جرم میں اکثر مارا پیٹا بھی جاتا مگر آپ نے نہ بوڑھے والدین کی خدمت سے منہ موڑا، نہ احمدیت سے۔

اسی دوران آپ کے والد صاحب **کی وفات ہو گئی۔ آپ** نے تجہیز و تکفین کا مکمل انتظام کیا مگر آپ نے اپنے غیر احمدی والد کا جنازہ نہ پڑھا جس سے **آپ کے غیر احمدی** چچا اور دیگر اقرباء نے بڑا شور کیا اور آپ کی مخالفت کھلے عام ہونے لگی۔ اس گاؤں کے **مولوی کو آپ** کئی دفعہ بحث میں لاجواب کر چکے تھے۔ اس نے اس موقعہ کو غنیمت سمجھا اور آپ کی مخالفت کی **آگ خوب** بھڑکائی۔ چنانچہ وہ آپ کے چچازاد بھائیوں کے ساتھ مل کر منصوبے بنانے لگا۔ آپ نے شریعت کے مطابق اپنے والد صاحب کی زمین کا حصہ اپنی پانچوں بہنوں کو دیا تو بھی آپ کے چچازاد برہم ہوئے اور کہنے لگے تم نے انہیں ہمارے سروں پر بٹھا دیا ہے۔ جب آپ نے قرآن و سنت کا حوالہ دیا تو کہنے لگے کہ تم کہاں کی شریعت کی باتیں کرتے ہو تم خود تو مرزائی ہو۔

اپنے گاؤں سے قریبی قصبہ ''قبولہ'' میں آپ کا بک ڈپو تھا اور آپ قبولہ جماعت کے امام الصلوٰۃ مقرر تھے۔ آپ معمول کی نمازیں اور نماز جمعہ قبولہ میں ہی ادا کرتے تھے۔

واقعہ شہادت: ۱۳؍جون ۱۹۶۹ء کو جب آپ قبولہ میں نماز جمعہ ادا کرنے کے بعد واپس گاؤں میں آئے تو ان کی اہلیہ نے کہا آج زمین پر نہ جانا۔ میں نے سنا ہے کہ آج مخالفوں نے آپ سے لڑائی کا پروگرام بنایا ہوا ہے۔ مگر آپ نے کہا جب میں نہیں لڑوں گا تو وہ خوامخواہ کیسے لڑیں گے۔ چنانچہ آپ خالی ہاتھ اپنی زمینوں کی طرف چل پڑے۔

جمعہ کے روز پانی لگانے کی ان کی باری تھی مگر آپ کے ایک بہنوئی نے ان کا پانی اپنی زمینوں کو لگا لیا۔ آپ نے جا کر دیکھا تو اپنے ایک مزارعہ کو جو برہم ہو رہا تھا کہا ''یہ بھی تو اپنے ہی کھیت ہیں، انہیں پانی لگا دو''۔ پھر خود وہیں نالے پر وضو کرنے لگ گئے۔ نماز عصر کا وقت ہو گیا تھا۔ ابھی وضو کر کے واپس کھیتوں میں جا رہے تھے کہ ان کے چچازاد اور چند دوسرے مخالف للکارتے ہوئے لاٹھیوں سے مسلح ہو کر حملہ آور ہوئے۔ آپ چونکہ گتکے کے ماہر تھے اس لئے اُن سے ہی ایک لاٹھی چھین کر اپنا دفاع کرنے لگے۔ آپ کے ایک بہنوئی نے جب یہ دیکھا تو وہ برچھی سے ان پر حملہ آور ہوا۔ برچھی آپ کے پیٹ میں لگی جس سے آپ شدید زخمی ہو گئے۔ آپ کے ایک کزن جو آپ کی مدد کو آئے تھے، انہیں بھی برچھی لگی۔

اس دوران جب کہ آپ زخمی ہو کر زمین پر گرے پڑے تھے، گاؤں سے آپ کی برادری کی ایک

منافق عورت جو گاؤں میں نیک بی بی کے نام سے مشہور تھی دودھ کا گلاس لائی اور شہید مرحوم کے منہ سے لگا دیا کہ پی لو۔ شہید مرحوم نے اس دودھ کے چند گھونٹ پی لئے۔ آپ کو ہسپتال پہنچانے کے لئے لوگ اٹھا کر شہر کی طرف لے جارہے تھے کہ آپ رستہ میں ہی شہید ہو گئے۔ بوقت شہادت آپ کی عمر اکتیس سال تھی۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔ بعد میں پوسٹ مارٹم رپورٹ سے یہ بات سامنے آئی کہ آپ کو دودھ میں اس بظاہر نیک بی بی نے زہر ملا کر دیا تھا۔ کیونکہ پوسٹ مارٹم میں وہ زہر نکل آیا۔

مکافات عمل: جس عورت نے شہید مرحوم کو زخمی ہونے کی حالت میں دودھ میں زہر ملا کر پلایا تھا بعد میں وہ پاگل ہو گئی اور لوگ اس کے نزدیک بھی نہیں آتے تھے۔ وہ اسی حالت میں مر گئی اور اس کو بغیر غسل دئے اسی حالت میں دفن کر دیا گیا۔ باقی ظالموں کا حال معلوم نہیں۔

پسماندگان میں بیوہ مکرمہ صدیقہ بیگم صاحبہ کے علاوہ تین بیٹیاں اور چار بیٹے چھوڑے۔ تینوں بیٹیاں مکرمہ امۃ السلام صاحبہ۔ مکرمہ خالدہ پروین صاحبہ اور مکرمہ آنسہ طلعت صاحبہ۔ شادی شدہ ہیں۔ ایک بیٹا مکرم محمد اقبال صاحب لاہور میں الیکٹرونکس کی دوکان کرتے ہیں اور شادی شدہ ہیں۔ دوسرے بیٹے مکرم وسیم احمد صاحب ربوہ میں لکڑی کا کام کرتے ہیں اور یہ بھی شادی شدہ ہیں۔ تیسرے بیٹے مکرم ناصر احمد مظفر صاحب فضل عمر ہسپتال ربوہ میں کیشیئر ہیں اور غیر شادی شدہ ہیں۔ اور چوتھے بیٹے مکرم محمود احمد صاحب گڈز ٹرانسپورٹ کا بزنس کرتے ہیں، ربوہ میں رہتے ہیں اور یہ بھی ابھی تک غیر شادی شدہ ہیں۔ شہید مرحوم مکرم ضیاء اللہ مبشر صاحب سابق مبلغ جاپان کے خالو تھے۔

مکرم سید مولود احمد بخاری شہید ولد سید محمود احمد صاحب کوئٹہ۔ یوم شہادت: ۹ر جون ۱۹۷۴ء۔ جون ۱۹۷۴ء سے ہی کوئٹہ میں مولویوں نے مساجد میں جماعت کے خلاف منافرت انگیز اور شر پھیلانے والی تقاریر کا سلسلہ شروع کر دیا تھا جبکہ سید مولود احمد شہید اپنے والدین کے ساتھ کوئٹہ کے نواحی گاؤں میں رہائش پذیر تھے۔ صبح کے وقت سکول میں ملازمت کرتے اور شام کے وقت پڑھائی کرتے اور بی۔اے۔ کی تیاری کرتے تھے۔ ۸ر جون کو مفتی محمود نے ان کے گھر کے قریب کی مسجد میں اشتعال انگیز تقریر کی۔ چنانچہ ۸ر اور ۹ر جون کی درمیانی رات ڈیڑھ بجے چند افراد صحن کی دیوار پھلانگ کر اندر آئے۔ اس وقت مولود شہید کی آنکھ کھل گئی۔ اس کی چیخ و پکار کی آواز سے اس کی بہن سیما بھی جاگ اٹھی۔ اس نے چور سمجھا اور شور ڈالا تو صحن میں واقع سٹور میں چھپا ہوا ایک شخص نکلا اور دوسرا ایٹرین سے نکل بھاگا اور تیسرا جو صحن میں تھا باہر کا دروازہ کھول کر بھاگ گیا۔ اتنے میں باقی افراد خانہ بھی جاگ اٹھے۔ شہید اور اس کے بھائیوں نے سمجھا کہ یہ چور ہیں، ان کو پکڑنا چاہئے۔ لہٰذا وہ باہر سڑک پر آ گئے۔ شرپسند جن کی تعداد سات بتائی جاتی ہے وہ ساتھ والی تنگ اور چھوٹی سی گلی سے نکلے۔ ایک نے مولود احمد کو بغلوں میں ہاتھ ڈال کر کمر کی طرف سے پکڑ لیا۔ اور باقی لوگوں نے خنجروں سے اس پر وار کر کے شدید زخمی کر دیا۔ شہید کے بڑے بھائی ڈاکٹر سید مقصود احمد صاحب اور سب سے چھوٹے بھائی سید مظفر احمد صاحب جو اُس وقت گیارہ بارہ سال کے تھے، وہاں پہنچے۔ دشمنوں نے اندھیرے میں ڈاکٹر مقصود احمد صاحب اور سیّد مظفر احمد شاہ پر بھی خنجروں سے وار کئے اور وہ دونوں بھی زخمی ہو گئے۔ اتنے میں ان کے والد اور ان کی بہن بھی موقع پر پہنچے۔ اس وقت مولود شہید زخموں کی تاب نہ لاکر گر رہا تھا۔ ان دونوں نے اسے سنبھال لیا اور تینوں زخمیوں کو اٹھا کر گھر لے گئے۔

شہید کو اکیس زخم آئے جو دل اور بغل میں تھے۔ گھاؤ بہت گہرے اور دہان زخم کھلے تھے اور نیچے دل نظر آرہا تھا۔ باقی دونوں زخمیوں کو ہسپتال لے جایا گیا۔ پھر آپریشن ہوا۔ ڈاکٹر مقصود کو دو بوتل اور سید مظفر احمد کو چودہ بوتلیں خون دیا گیا۔ مولود کی شہادت کے وقت عمر اٹھارہ سال تھی۔ مولود شہید کو پولیس کی ہدایت پر مسجد احمدیہ کوئٹہ میں دفن کیا گیا۔ سید مولود احمد صاحب غیر شادی شدہ تھے۔ آپ کے بڑے بھائی سید مقصود احمد صاحب اس وقت بہت سے اہم جماعتی عہدوں پر فائز ہیں۔ چھوٹے بھائی سید مشہود احمد صاحب آجکل جاپان میں ہیں اور مختلف عہدوں پر خدمات سرانجام دے رہے ہیں۔ سب سے چھوٹے بھائی سید مظفر احمد صاحب بھی مختلف جماعتی خدمات بجالاتے رہے ہیں۔ بڑی بہن امۃ الرشید انجم صاحبہ اور چھوٹی بہن مکرمہ امۃ الکریم سیما صاحبہ سمن آباد لاہور میں رہتی ہیں۔

آپ پر حملہ کرنے والوں کی تعداد سات تھی۔ کچھ عرصہ بعد ان حملہ آوروں میں سے دو کا دوپہر کے وقت کسی بات پر ایک ہوٹل میں جھگڑا ہوا۔ وہ لڑتے ہوئے باہر سڑک پر نکل آئے اور خنجروں سے ایک دوسرے پر وار کئے اور سڑک پر گر گئے۔ پولیس نے آکر جب ان کو اٹھایا تو ایک کی گردن کا کچھ حصہ جسم سے جڑا ہوا تھا اور باقی سر لٹک رہا تھا۔ دوسرا ہسپتال لے جاتے ہوئے مر گیا۔ سڑک پر موجود لوگ یہ سب کچھ دیکھ رہے تھے۔ ایک شخص مولود شہید پر حملہ کے دوران اندھیرے کے باعث اپنے ساتھیوں ہی کے خنجروں سے زخمی ہوا اسے خفیہ طور پر علاج کے لئے کوئٹہ سے باہر لے جایا گیا لیکن علاج کی مناسب سہولت نہ ہونے کی وجہ سے اس کے زخم خراب ہو گئے اور وہ اسی حالت میں مر گیا۔

(تلخیص از مراسلہ امۃ الکریم سیما صاحبہ ہمشیرہ شہید مرحوم)

شہادت مکرم محمد فخرالدین بھٹی صاحب تاریخ شہادت ۱۱ر جون ۱۹۷۴ء۔ مکرم محمد فخرالدین بھٹی صاحب ۱۹۱۸ء میں گجرات کے ایک قصبہ جلالپور جٹاں میں پیدا ہوئے۔ ابھی چار پانچ سال کے تھے کہ والدہ کا سایہ سر سے اٹھ گیا۔ آپ نے میٹرک کا امتحان دیا تو والد بھی فوت ہو گئے۔ آپ نے پہلے فوج میں اور پھر پولیس کے محکمہ میں ملازمت کی، بعد میں تجارت بھی کرتے رہے۔ آخر ضلع ہزارہ کے ایک قصبہ میں ملازمت شروع کر دی اور باقی زندگی ایبٹ آباد میں ہی گزاری۔ جب ۱۹۷۴ء میں احمدیوں کے خلاف ہنگامے شروع ہوئے تو آپ نے نہ صرف اپنے گھر والوں کو بلکہ دوسرے احمدیوں کو بھی بہت حوصلہ دیا۔

۱۱ر جون ۱۹۷۴ء کو حالات بہت خراب تھے۔ آپ دفتر گئے تو کچھ دوستوں کے مجبور کرنے پر واپس گھر چلے گئے۔ اُس روز شہر میں اشتعال بہت زیادہ پھیل گیا تھا اور جلسے جلوس ہو رہے تھے۔ آپ کے ایک بیٹے کے دوست جو فوج میں تھے، انہوں نے ایک ٹرک بھیجا کہ اپنا قیمتی سامان لے کر اُن کے ہاں آجائیں لیکن آپ نے انکار کر دیا۔ بیوی نے چلنے پر اصرار کیا تو کہنے لگے کہ اگر تم گھبرا گئی ہو تو بچوں کو لے کر جہاں جانا چاہو چلی جاؤ، میں تو کہیں نہیں جاؤں گا۔ پھر آپ نے حضرت صاحبزادہ عبداللطیف صاحب شہید کابل کے واقعات بیان کئے کہ انہوں نے پتھروں کی بارش میں بھی مسکراتے ہوئے جان دیدی اور دشمن کے سامنے سر نہ جھکایا۔

آپ کی بیٹی مکرمہ روبینہ خلیل صاحبہ بیان کرتی ہیں کہ شام ساڑھے چار بجے ایک بہت بڑا جلوس گھر پر حملہ آور ہوا اور گیٹ توڑ کر اندر آگیا پھر اندرونی دروازہ توڑنے کی کوشش شروع کی تو شہید مرحوم اپنے بیوی بچوں کے ساتھ دروازے کو اندر سے سہارا دیئے کھڑے رہے۔ جب آدھا دروازہ ٹوٹ گیا تو آپ نے مجبوراً ہوائی فائرنگ کی جس سے جلوس بھاگا اور باہر نکل کر چاروں طرف سے گھر پر شدید پتھراؤ شروع کر دیا۔ جب کھڑکیوں اور روشندانوں کے شیشے ٹوٹ گئے تو اہل خانہ نے صحن کے درخت کے ذریعے ہمسایوں کے گھر میں چھلانگ لگادی۔ اس پر جلوس نے بہت شور مچایا اور ایک لڑکا حملہ کرنے کے لئے چھت پر چڑھا لیکن اس سے پہلے کہ وہ کچھ کر سکتا، شہید مرحوم نے اُسے گولی ماردی اور اُس کی لاش جلوس کی طرف پھینک دی۔ اس کے بعد کسی اور کو چھت پر چڑھنے کی جرأت نہ ہوئی لیکن اب ہمسایہ کے گھر پر بھی پتھراؤ شروع ہو گیا اور شہید مرحوم اکیلے اپنے گھر کے صحن میں کھڑے رہ گئے۔

بیوی بچے ہمسایوں کے ایک غسلخانے میں بند ہو گئے۔ کچھ دیر بعد ہمسایہ نے اپنے گھر کی عورتوں اور بچوں کو جیپ میں باہر بھجوادیا اور بعد میں دشمن کو کہہ دیا کہ فخرالدین کے بیوی بچے بھی انہی کے ساتھ نکل گئے ہیں۔ مشتعل ہجوم فخرالدین بھٹی صاحب کے گھر پر دوبارہ حملہ آور ہوا تو شہید مرحوم کے پاس گو پستول تو تھا لیکن گولیاں ختم ہو گئی تھیں تب بپھرا ہوا ہجوم آپ پر ٹوٹ پڑا۔ آپ کے گھر کو آگ لگادی گئی اور آپ کو آگ میں پھینکا گیا لیکن آپ جلدی سے اٹھ کھڑے ہوئے اور دشمن کا مقابلہ کرتے رہے۔ جب بے بس ہو گئے تو ہجوم آپ کو مارتا ہوا میدان میں لے گیا۔ آپ کلمہ شہادت پڑھتے تو دشمن کہتا کہ اب تو موت کے ڈر سے مسلمان ہو رہا ہے لیکن ہم تجھے نہیں چھوڑیں گے۔ آپ جواب دیتے کہ میں موت سے نہیں ڈرتا، تم نے جو کرنا ہے کرو، میں خدا کے فضل سے پکا مسلمان ہوں اور کافر تم ہو۔ کچھ لوگوں نے جب آپ کو بچانے کی کوشش کی تو انہیں بھی پتھر مارے گئے۔ اس پر آپ نے ہاتھ کے اشارے سے اُن لوگوں کو پیچھے چلے جانے کو کہا۔ ظالم پتھروں، چاقوؤں اور ڈنڈوں سے آپ پر وار کرتے رہے اور اسی طرح یہ بے خوف مجاہد کلمہ پڑھتے پڑھتے شہید ہو گیا۔ جب آپ پر پتھر برسائے جارہے تھے تو آپ نے ایک دفعہ بھی اپنے چہرے کو بچانے کے لئے ہاتھوں سے چھپانے کی کوشش نہ کی۔ دشمن حیران تھا کہ اس شخص نے اتنی چوٹیں کھانے کے باوجود بھی "اُف" تک نہ کی۔ بعد میں یہی کہتے پھرتے تھے کہ یہ شخص لاکھوں میں ایک تھا، بہت ایماندار، مخلص اور خوبیوں والا تھا بس ایک ہی کمی تھی کہ یہ مرزائی تھا۔

پھر ظالموں نے پروگرام بنایا کہ آپ کی لاش کو چوک میں لے جا کر پھانسی دیدی جائے۔ تب ایک شدید مخالف شخص نے اس وقت عقل سے کام لیا اور آگے بڑھ کر دشمن کو اس حرکت سے منع کیا۔ اتنے میں پولیس آپ کی لاش ایک چارپائی پر ڈال کر اٹھا لے گئی۔ ان کا ایک وفادار کتا ان کی لاش کے گرد گھومتا رہا اور تین دن بھوکے رہنے کے بعد اُس نے بھی صدمے سے جان دیدی۔

شہید کو راولپنڈی لے جا کر سپرد خاک کر دیا گیا۔ جو کتے کی موت ہے یہ بھی اپنے مالک سے وفاداری ظاہر کرتی ہے لیکن انسان بدنصیب کو خدا کا وفادار ہونا نصیب نہیں۔

مکرم محمد زمان خان صاحب اور مکرم مبارک احمد خان صاحب پوزی۔ بالاکوٹ تاریخ شہادت ۱۱ر جون ۱۹۷۴ء۔ مکرم سید بشیر احمد صاحب آف پھگلہ کے بیان کے مطابق مکرم محمد زمان خان صاحب اور ان کے بیٹے مبارک احمد خان صاحب کو دشمنانِ احمدیت نے ۱۱ر جون ۱۹۷۴ء کو گولیوں کا نشانہ بنا کر شہید کر دیا تھا۔ ان کی نعشوں کی بے حرمتی کی گئی۔ ان کے گھر بار جلا دئے گئے اور ایک نعش کو بھی پٹرول چھڑک کر جلا دیا گیا۔

مکرم محمد زمان خان صاحب کے تین بیٹے منیر احمد خان صاحب، منور احمد خان صاحب اور محمود احمد خان صاحب ایم۔اے بقید حیات ہیں۔ مکرم محمود احمد صاحب ملازمت کرتے ہیں اور منیر احمد صاحب اور منور احمد صاحب کامیابی کے ساتھ ٹھیکیداری کرتے ہیں۔ چند ہفتے قبل مکرم بشیر احمد شاہ صاحب آف پھگلہ اور مکرم ناظر صاحب اصلاح وارشاد مرکزیہ ان کو مل کر آئے ہیں۔ مکرم محمد زمان خان صاحب کی اہلیہ ابھی زندہ ہیں اور ماشاء اللہ بڑی صابرہ شاکرہ اور باہمت خاتون ہیں۔

سیٹھی مقبول احمد صاحب جہلم۔ تاریخ شہادت ۲ر جولائی ۱۹۷۴ء۔ آپ ۱۹۴۲ء میں سیٹھی محمد اسحاق صاحب کے ہاں پیدا ہوئے۔ آپ کے والد صاحب انتہائی مخلص، نڈر اور بہت جوشیلے احمدی تھے اور وفات تک زعیم انصار اللہ جہلم تھے۔ آپ کے دادا میاں محمد ابراہیم صاحب ابتدائی صحابہ

میں سے تھے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے انجامِ آتھم میں شائع شدہ ۳۱۳ صحابہ کی فہرست میں آپ کا نام ۲۰۵ نمبر پر تحریر فرمایا ہے۔ آپ کی دادی جان بھی صحابیہ تھیں۔ اسی طرح آپ کے نانا مکرم شیخ فرمان علی صاحب بھی صحابی تھے۔ یعنی آپ ہر لحاظ سے نجیب الطرفین تھے۔

آپ نے ابتدائی تعلیم جہلم میں حاصل کی، پھر بی۔اے تک تعلیم الاسلام کالج ربوہ کے طالبعلم رہے۔ پھر جہلم میں مقبول شُو سٹور کے نام سے ذاتی کاروبار شروع کیا۔ آپ کی شادی ۱۹۷۴ء میں مردان کے ایک احمدی خاندان میں مشتاق احمد صاحب کی ہمشیرہ سے ہوئی۔

واقعہ شہادت: ۲۹ر مئی ۱۹۷۴ء کے ربوہ ریلوے سٹیشن کے واقعہ کے بعد جہلم شہر میں بھی شر انگیزی کا سلسلہ شروع ہو گیا اور مولوی ہر روز لاؤڈ سپیکروں پر جماعت اور بانی جماعت کے خلاف زہر اگلنے لگے۔ چنانچہ ۱۹۷۴ء کے پُر آشوب حالات میں جہلم شہر میں ایک اوباش نوجوان قتل ہوا تو مولویوں نے قتل کا الزام احباب جماعت پر لگا کر جماعت کے خلاف مزید اشتعال انگیزی شروع کر دی۔ مساجد کے سپیکروں اور بازاروں میں قتل و غارت اور لوٹ مار کے بار بار اعلانات کئے گئے۔ ایک احمدی سیٹھی عطاء الحق صاحب ایڈووکیٹ کو بھی قتل کے الزام میں گرفتار کر لیا گیا۔ اس اشتعال انگیزی کے نتیجہ میں احمدی احباب کے چار گھرانوں اور اڑتالیس کاروباری مراکز کو لوٹا گیا اور بعد میں آگ لگا دی گئی۔ جب چار دکانوں کو آگ لگائی گئی تو مخالفین کی ملحقہ کچھ دکانیں بھی آگ کی لپیٹ میں آگئیں، جس پر وقت کے ایس۔پی چودھری محمد رمضان نے اعلان کیا کہ اب آگ نہ لگائیں اس طرح مسلمانوں کی دکانوں کو بھی نقصان پہنچتا ہے، صرف سامان لوٹیں۔ ایک دکان کا تالا ایس۔پی نے خود اپنے پستول سے فائر کر کے توڑا اور دکان لوٹی۔ اسی دوران اسلحہ بردار جلوس پولیس کی نگرانی میں سیٹھی مقبول احمد صاحب کے گھر حملہ آور ہوا اور اندھا دھند فائرنگ کر کے سیٹھی مقبول احمد صاحب کے دو بھائی اور بھاوجہ کو شدید زخمی کر دیا۔ ان کے بھائی سیٹھی محبوب احمد صاحب کی ایک آنکھ ہمیشہ کے لئے ضائع ہو گئی۔

جلوس دروازہ توڑ کر گھر کے اندر داخل ہو گیا اور سیٹھی مقبول احمد صاحب جلوس کی فائرنگ کی زد میں آکر موقعہ پر ہی شہید ہو گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

ورثاء: شہید مرحوم شہادت کے وقت بیوہ اور ایک بیٹا ممتاز احمد سیٹھی جس کی عمر دو سال تھی چھوڑ گئے۔ اور شہادت کے دو ماہ بعد دوسرا بیٹا مقبول ثانی پیدا ہوا جو کہ آجکل رشیا میں میڈیکل فائنل ایئر میں پڑھ رہا ہے۔ بڑا بیٹا ممتاز احمد سیٹھی آسٹریلیا میں یونیورسٹی میں تعلیم حاصل کر رہا ہے۔ ان کے بھائی محبوب احمد سیٹھی صاحب نے ان کی شہادت کے بعد ان کی بیوہ سے شادی کر لی اور بچوں کو اپنی کفالت میں لے لیا۔

مجلس تحفظِ ختم نبوت کا سیکرٹری نشرواشاعت مولوی حافظ محمد اکرم جو کہ جہلم شہر میں اشتعال انگیزی میں پیش پیش تھا اسے ذیابیطس کی بیماری لگی، جسم گلنا سڑنا شروع ہو گیا۔ بیوی بچوں نے چھوڑ دیا، کوئی تیمارداری کرنے والا نہ تھا۔ اسلام آباد میں ایک مکان میں اس کی وفات ہوئی جس کا تین چار دن بعد علم ہوا۔ جسم سے شدید بدبو آ رہی تھی۔ لاش کسی نے جہلم پہنچائی تو اس کے بیوی بچوں اور سسر نے لاش قبول نہ کی اور کہا کہ اس قسم کے سیاہ کار شخص کے ساتھ ہمارا کوئی تعلق نہیں۔ گھر سے ایک فرلانگ کے فاصلہ پر مولویوں نے جنازہ پڑھا کر لاش اس کے آبائی گاؤں سمندری ضلع فیصل آباد بھجوا دی۔

اس کے علاوہ مجلس تحفظِ ختم نبوت کے صدر مولوی عبد الغفور کے جسم پر بھی ذیابیطس کے پھوڑے نکلے اور جسم میں کیڑے پڑ گئے اور بعد ازاں وہ اسی بیماری کے ساتھ مرا۔

مجلس تحفظِ ختم نبوت کا جنرل سیکرٹری ناصر فدا ۲۳ر مارچ ۱۹۷۴ء کو یوم مسیح موعودؑ کے جلسہ کے موقعہ پر اپنے ساتھیوں کے ساتھ مسجد احمدیہ جہلم پر حملہ آور ہوا۔ اُس نے حقارت سے ٹھوکر مار کر مسجد کے بیرونی دروازہ کو کھولا جس سے اسی وقت اس کے پاؤں کے ناخن میں تکلیف ہوئی جو کینسر میں تبدیل ہو گئی جس کی وجہ سے تین دفعہ اس کی ٹانگ کاٹنی پڑی۔ آخر اسی بیماری کے عذاب سہتا ہوا مر گیا۔

پروفیسر عباس بن عبدالقادر صاحب تاریخ شہادت ۲ر ستمبر ۱۹۷۴ء۔ آپ بھاگلپور کے رہنے والے تھے۔ 1947ء میں تقسیمِ ملک کے بعد لاہور میں سکونت اختیار کی پھر حیدر آباد سندھ چلے گئے اور وہیں رہائش اختیار کر لی۔ آپ کے والد ماجد پروفیسر سید عبدالقادر صاحبؓ صحابہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام میں سے تھے جو حضرت سیّدہ سارہ بیگم صاحبہ حرم حضرت المصلح الموعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بڑے بھائی تھے۔ عباس شہید بوقت شہادت گورنمنٹ کالج حیدر آباد میں پروفیسر تھے۔ اس سے پہلے آپ تعلیم الاسلام کالج میں بھی پروفیسر رہے۔ آپ کا حلقہ احباب بہت وسیع تھا۔ سب کو جماعت سے متعارف کروانا اپنا فرض سمجھتے تھے۔ آپ کی شہادت کی ظاہری وجہ بھی کثرت سے تبلیغ کرنا ہی بنی۔ ساری عمر بے داغ بسر کی اور اعلیٰ اخلاق کے حامل رہے۔

واقعہ شہادت: ۲ر ستمبر ۱۹۷۴ء بروز ہفتہ رات دس بجے آپ کسی دوست کے گھر سے واپس آ رہے تھے کہ ایک شخص نے آپ پر پستول سے فائر کر کے آپ کو شہید کر ڈالا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ اس سے قبل جمعہ کا دن تھا۔ اس دن آپ نے اپنے چندے کی مکمل ادائیگی کی۔ یہی بات میں نے ابھی سمجھائی ہے جماعت کو کہ اللہ بہتر جانتا ہے کہ موت کب ہونی ہے۔ ان کو تو معلوم ہوتا ہے یہ تصرفِ الٰہی کے تابع سمجھایا گیا تھا کہ آج اللہ تعالیٰ کے حضور حاضر ہو جاؤں، چندہ تو ادا ہو جائے۔ چنانچہ اگلے روز ہی مولیٰ کریم کا بلاوا آگیا۔

ورثاء: آپ کی اہلیہ حُمدیٰ بیگم خدا کے فضل سے زندہ ہیں اور اپنے دو بیٹوں حماد اور عمار کے ساتھ آجکل امریکہ میں مقیم ہیں۔ ان کے علاوہ آپ نے چار بیٹیاں بھی چھوڑیں۔ بڑی بیٹی مریم ڈاکٹر عقیل بن عبدالقادر صاحب شہید کے بیٹے مسلم کی بیوی ہیں اور ناروے میں مقیم ہیں۔ دوسری بیٹی بُشینیٰ امریکہ میں سردار رفیق احمد صاحب انجینئر کی اہلیہ ہیں۔ تیسری بیٹی بشریٰ عباس ہیں جو مکرم نصیر احمد سلیمان صاحب کے ساتھ بیاہی ہوئی ہیں اور ٹورانٹو (کینیڈا) میں مقیم ہیں۔ چوتھی عامرہ عباس صاحبہ اپنے بھائی عمار کے ساتھ جڑواں پیدا ہوئیں۔ عامرہ کی شادی امریکہ میں مقیم ڈاکٹر فیروز پڈر صاحب سے ہوئی ہے جو ناصر آباد مقبوضہ کشمیر کے باشندے ہیں۔ ان کے جڑواں بھائی عمار کی شادی عنقریب ہونے والی ہے انشاءاللہ تعالیٰ۔

ماسٹر ضیاء الدین ارشد صاحب۔ یوم شہادت ۲۹ر ستمبر ۱۹۷۴ء۔ آپ ۲۰ر اکتوبر ۱۹۱۰ء کو مُدھ رانجھا میں پیدا ہوئے۔ 15 سال تک محلہ دارالبرکات کے صدر رہے۔ مئی ۷۴ء میں ہنگامے شروع ہوئے تو ربوہ کے بہت سے بے گناہ شہریوں کو پولیس نے دھوکہ سے پکڑ کر سرگودھا جیل میں ڈال دیا، جہاں انہیں مختلف اذیتیں پہنچائی جاتی رہیں۔ ان اسیران میں ماسٹر صاحب کا بیٹا اور بھانجا بھی شامل تھے۔ ایک روز آپ ان سے ملاقات کیلئے ایک وفد کے ساتھ سرگودھا گئے۔ جب واپس آنے کیلئے سرگودھا ریلوے سٹیشن پر پہنچے تو وہاں چند نقاب پوشوں نے احمدیوں پر فائرنگ کر دی جس کے نتیجے میں ۹۔افراد شدید زخمی ہو گئے۔ ماسٹر صاحب بھی ان زخمیوں میں شامل تھے۔ آپکے سر پر گولی لگی۔

فائرنگ کے بعد جب نقاب پوش فرار ہو گئے تو احمدیوں نے اپنے زخمی ساتھیوں کو اٹھا کر گاڑی میں ڈالنا شروع کیا لیکن پولیس نے کہا کہ جب تک رپورٹ درج نہیں ہو جاتی، زخمیوں کو کہیں نہیں لے جایا جا سکتا۔ چنانچہ زخمیوں کو گاڑی سے نیچے اتارا گیا اور رپورٹ درج کروائی گئی۔ جو زیادہ زخمی تھے انہیں سرگودھا ہسپتال میں داخل کروا دیا گیا۔ ماسٹر صاحب بھی تین ہفتے سرگودھا ہسپتال میں رہے پھر آپ کو جنرل ہسپتال لاہور منتقل کیا گیا مگر ڈاکٹران کے سر سے گولی نکالنے میں کامیاب نہ ہو سکے۔ کچھ عرصہ بعد انہیں فضل عمر ہسپتال ربوہ منتقل کیا گیا جہاں آپ ۲۹ر ستمبر ۱۹۷۴ء کو وفات پا گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ آپ نے پسماندگان میں پانچ بیٹیاں اور چھ بیٹے چھوڑے جو پاکستان کے علاوہ کینیڈا، سویڈن وغیرہ میں آباد ہیں۔

عبدالحمید صاحب ۔ کنری۔ تاریخ شہادت ۳ر اکتوبر ۱۹۷۴ء۔ ۳ر اکتوبر ۱۹۷۴ء کو جماعت اسلامی کی تحریک پر مکرم ڈاکٹر رشید احمد صاحب کے بارہ میں ایک سوچی سمجھی سکیم تیار کر کے یہ مشہور کر دیا گیا کہ انہوں نے قرآن کریم جلا دیا ہے۔ ۳ر اکتوبر کو جماعت کے خلاف نکالا جانے والا جلوس جو طالبعلموں، شہر کے اوباشوں اور غنڈوں پر مشتمل تھا اور ان کی پشت پناہی جماعت اسلامی اور پولیس کر رہی تھی۔ ڈاکٹر رشید صاحب کے کلینک پر حملہ آور ہوا اور اُسے مکمل تباہ کیا، پھر ان کے مویشیوں کے باڑے کو آگ لگا دی۔ محترم عبدالحمید صاحب مویشیوں کو بچانے کے لئے اور انہیں کھولنے کے لئے آگے بڑھے تو ہجوم میں سے کسی نے اُن پر گولی چلا دی اور وہ وہیں شہید ہو گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ شہید مرحوم غیر شادی شدہ تھے۔ پسماندگان میں والدین اور بہن بھائی تھے۔ آپ کے والد مکرم سردار احمد صاحب ۱۹۸۷ء میں وفات پا گئے۔

بشارت احمد صاحب ۔ تہال ضلع گجرات۔ تاریخ شہادت ۷ر اکتوبر ۱۹۷۴ء۔ بشارت احمد صاحب ولد غلام حسین صاحب یکم نومبر ۱۹۴۸ء کو موضع تہال ضلع گجرات میں پیدا ہوئے۔ مرحوم پیدائشی احمدی تھے۔ مرحوم کے چار بھائی تھے اور ایک بہن تھی۔ آپ اپنے بھائیوں میں سب سے چھوٹے تھے۔ آپ نے تہال سے پرائمری پاس کی اور ساتھ ہی قرآن کریم ناظرہ بھی پڑھ لیا۔ بعد ازاں ۱۹۶۶ء میں میٹرک کے بعد آپ فوج میں بھرتی ہوئے۔

۱۹۷۴ء میں جماعت احمدیہ کے خلاف ملک گیر تحریک کے دوران تہال بھی لپیٹ میں آگیا اور گردونواح کے چھ گاؤں تہال پر حملہ آور ہوئے، احمدیوں کے گھر جلائے گئے، اس سے پہلے سامان لوٹا گیا، مال مویشی چھینے گئے اور عام لوٹ کھسوٹ کی گئی۔ ان سنگین حالات کو دیکھ کر ایس۔پی چیمہ صاحب نے نہایت دلیری سے ان شر پسندوں کو روکا بلکہ اس ہنگامہ میں بلوائیوں میں سے دو مارے بھی گئے۔ مخالفت وقتی طور پر تو کچھ سرد پڑ گئی مگر چنگاریاں اندر ہی اندر سلگتی رہیں۔

رمضان المبارک کے مہینہ میں تقریباً چار بجے تنویر احمد اور بشیر احمد جو شہید مرحوم کے بھتیجے تھے، روتے ہوئے گھر داخل ہوئے۔ ان بچوں نے آکر بتایا کہ چند غیر احمدی لڑکے راستہ میں تھے انہوں نے ہمیں مرزائی مرزائی کہنا شروع کر دیا اور ساتھ ہی پتھراؤ بھی کیا اور ہم مشکل سے جان بچا کر نکلے ہیں۔ مکرم بشارت احمد صاحب سے برداشت نہ ہو سکا۔ اٹھے کہ میں ان کے گھر والوں کو کہتا ہوں کہ یہ کیا شرافت ہے کہ ہمارے بچوں کو بھی گلی میں سے نہیں گزرنے دیتے، اپنے بچوں کو سمجھاؤ۔ سب نے روکا کہ آپ نہ جائیں، حالات خراب ہیں مگر آپ نہ مانے اور کہا کہ میں ان کو محض کہنے جا رہا ہوں کونسی لڑائی کرنی ہے، کچھ نہیں ہوتا اور اتنا

ارشاد نبوی ﷺ

خَیرُ الزَّادِ التَّقوٰی

سب سے بہتر زادِ راہ تقویٰ ہے

منجانب

رکن جماعت احمدیہ ممبئی

طالبانِ دُعا:-

آٹو ٹریڈرز

AUTO TRADERS

16 میٹگولین کلکتہ 700001

دکان-1652-248 ,248-5222

ہائش-243-0794 27-0471

دب کر ہم کیوں رہیں، جو رات قبر میں آنی ہے وہ باہر نہیں آسکتی۔ چنانچہ آپ ان بچوں کے گھر گئے اور ان کے والدین کو سمجھانے لگے کہ دیکھیں یہ طریق درست نہیں ہے۔ ان بچوں کی والدہ بولی تو کافر ہے ہمارے گھر سے نکل جا۔ تو نے ہمارا صحن ناپاک کر دیا ہے۔ آپ باہر نکلے ہی تھے کہ منصوبہ کے مطابق وہ لوگ جو چھپ کر مسلح بیٹھے تھے پیچھے سے نکل آئے اور آتے ہی آپ پر اندھا دھند لاٹھیوں کے وار کرنے شروع کر دیئے۔ ایک لاٹھی آپ کے سر پر لگی جس سے سر کی ہڈی ٹوٹ گئی اور آپ بیہوش ہو کر گر پڑے اور حملہ آور بھاگ گئے۔ آپ کے اقرباء کو جب پتہ چلا تو فوراً موقعہ واردات پر پہنچے۔ آپ میں ابھی زندگی کی رمق موجود تھی چنانچہ آپ کو ہسپتال پہنچایا گیا مگر آپ زخموں کی تاب نہ لا کر اپنے مولائے حقیقی سے جا ملے۔ **انا للہ وانا الیہ راجعون۔**

ورثاء: آپ اپنے پیچھے ایک بیٹی اور بیوہ چھوڑ گئے۔ بیٹی کی اب شادی ہو چکی ہے۔

مکافات عمل: جس خاندان نے مکرم بشارت احمد صاحب کو شہید کیا تھا اُن کا ایک بیٹا ریل سے گر کر مر گیا اور اس کی لاش کے کئی ٹکڑے ہو گئے۔ جس وقت اس کی نعش گاؤں لائی گئی تو اس میں سے سخت بدبو آتی تھی۔ اس کی بقیہ نرینہ اولاد بھی منشیات کے دھندے میں ملوث ہو گئی اور سارا خاندان برباد ہو گیا یعنی وہ عورت جس نے شرارت کی تھی اس کی اولاد کا یہ حال ہوا۔

چودھری عبدالرحیم صاحب شہید اور چودھری محمد صدیق صاحب شہید تاریخ شہادت ۲۶؍ستمبر ۱۹۷۶ء۔ چودھری عبدالرحیم صاحب ۱۹۱۰ء میں پیدا ہوئے۔ آپ کے والد صاحب کا نام چودھری شاہ نواز صاحب اور والدہ کا نام حاکم بی بی صاحبہ تھا۔ شہید مرحوم پیدائشی احمدی تھے۔ شہادت کے وقت آپ کی عمر قریباً ساٹھ سال تھی۔ آپ کا گاؤں تلونڈی جھنگلاں قادیان سے چار میل کے فاصلہ پر تھا۔ ۱۹۴۷ء میں ہجرت کر کے اپنے خاندان سمیت کھرولیاں تحصیل ڈسکہ ضلع سیالکوٹ میں رہائش اختیار کر لی۔ چار سال کے بعد فیصل آباد میں سسرال کے ہاں چند سال گزارے۔ پھر ۱۹۶۱ء میں موسیٰ والا چلے آئے کیونکہ آپ کی زمین کی الاٹمنٹ موسیٰ والا میں ہوئی تھی۔

واقعہ شہادت: مسجد احمدیہ جو کہ ۱۹۷۴ء سے پہلے کی بنی ہوئی تھی اس میں احمدی اور غیر احمدی دونوں نماز پڑھتے تھے۔ بعد میں ایک اور مسجد تیار کی گئی جو کہ غیر احمدیوں نے گاؤں میں ہی واقع اپنی زمین پر تعمیر کروائی۔ فریقین نے اس میں حصہ ڈالا اور احمدی اور غیر احمدی دونوں اپنی اپنی نماز علیحدہ پڑھنے لگے۔ گاؤں کے چند شر پسندوں اور ڈسکہ شہر سے مولویوں نے آکر شرارتیں شروع کر دیں۔ اندر ہی اندر انہوں نے شرارت کا منصوبہ بنایا۔ مسجد کے ارد گرد آباد مقامی لوگ ایک برادری کے تھے اور آپس میں باہم رشتہ دار تھے جس کی وجہ سے ان کا یہ منصوبہ ظاہر نہ ہو سکا۔ اس طرح ۳۰؍ رمضان کی رات آئی اور فیصلہ کے مطابق کہ نماز اسی عیدگاہ میں پڑھنی ہے جہاں پر غیر احمدی بھی پڑھتے تھے۔ صبح کی نماز کے بعد چودھری عبدالرحیم صاحب نے اپنے دو بیٹوں کو کہا کہ صفیں وغیرہ عیدگاہ لے جائیں اور ساتھ ہی خود بھی تیار ہو گئے۔ شر پسندوں نے منصوبہ کے مطابق ان لڑکوں پر حملہ کر دیا۔ چودھری عبدالرحیم صاحب اور ان کے بھائی محمد صدیق صاحب جب عیدگاہ میں داخل ہوئے تو چند افراد نے ان دونوں پر بھی کلہاڑیوں اور ڈنڈوں کے ذریعہ اچانک حملہ کر دیا جبکہ یہ دونوں خالی ہاتھ تھے۔ چودھری عبدالرحیم صاحب زخموں کی تاب نہ لا کر ایک گھنٹہ کے بعد اپنے خالق حقیقی سے جا ملے اور چند گھنٹے بعد چودھری محمد صدیق صاحب نے بھی دم توڑ دیا۔ **انا للہ و انا الیہ راجعون.**

چودھری عبدالرحیم صاحب جماعت احمدیہ موسیٰ والا میں پہلے شہادت پانے والے خوش نصیب ہیں۔ آپ کی بیوہ امانت بی بی صاحبہ موسیٰ والا میں بقید حیات ہیں۔ ان کے علاوہ آپ نے پانچ بیٹے اور دو بیٹیاں چھوڑی ہیں۔ مکرم عبدالستار صاحب زمیندارہ کرتے ہیں۔ مکرم فرزند علی صاحب آرمی ریٹائرڈ ہیں اور موسیٰ والا میں مقیم ہیں۔ مکرم اصغر علی صاحب بھی آرمی ریٹائرڈ ہیں اور طاہر آباد ربوہ میں رہائش پذیر ہیں۔ مکرم محمد یعقوب صاحب ایئر فورس سے ریٹائرڈ ہیں اور اس وقت لاہور میں مقیم ہیں۔ مکرم ارشد علی صاحب جرمنی میں مقیم ہیں۔ بیٹیوں میں سے ایک رضیہ صاحبہ لیہ میں اور دوسری صفیہ صاحبہ فیصل آباد میں بیاہی گئی ہیں۔

چودھری محمد صدیق صاحب کے پسماندگان میں آپ کی بیوہ عائشہ بی بی صاحبہ زندہ ہیں اور موصیہ ہیں۔ اولاد تین بیٹوں اور تین بیٹیوں پر مشتمل ہے۔ تینوں بیٹے اکبر علی صاحب، ناصر احمد صاحب اور محمود احمد صاحب بھرو کے خورد ضلع سیالکوٹ میں زمیندارہ کرتے ہیں۔ بیٹیوں میں محترمہ شریفاں بی بی صاحبہ ہارون آباد ضلع بہاولنگر میں اور سکینہ بی بی صاحبہ اور عزیزہ بی بی صاحبہ دونوں موسیٰ والا میں بیاہی ہوئی ہیں۔ خدا تعالیٰ کے فضل سے تمام بچے صاحبِ اولاد اور خوشحال ہیں۔

رشیدہ بیگم صاحبہ۔ تاریخ شہادت ۹؍اگست ۱۹۷۸ء۔ قاری عاشق حسین صاحب کے تحریر کردہ حالات کے مطابق ان کی بیگم رشیدہ بیگم صاحبہ سانگلہ ہل شہر کی رہنے والی تھیں۔ ان کے والدین چادر چک نزد مریم آباد ضلع شیخوپورہ کے رہنے والے تھے، زمیندارہ پیشہ کرتے تھے۔ اچھا کھاتا پیتا گھرانہ تھا۔ آپ دنیاوی تعلیم تو حاصل نہ کر سکیں البتہ قرآن کریم ناظرہ اچھی طرح پڑھا ہوا تھا اور بہت سارے بچوں اور بچیوں کو بھی پڑھایا کرتی تھیں۔

قبول احمدیت: ۱۹۷۶ء میں جب قاری صاحب نے خدا تعالیٰ کی بشارات کے مطابق سلسلہ عالیہ احمدیہ میں شامل ہونے کی توفیق پائی تو رشیدہ بیگم صاحبہ کو بتایا کہ میں تو خدا تعالیٰ کی بشارات کے تحت احمدی ہو گیا ہوں، اگر آپ بھی احمدیت کو قبول کر لیں تو بہت اچھا ہو، ورنہ مذہب میں جبر نہیں ہے۔ اس بات پر وہ خاموش ہو گئیں۔ کچھ دیر کے بعد کہنے لگیں کہ ابھی نہیں پھر بتاؤں گی۔ اسی حالت میں کچھ عرصہ گزر گیا۔

ایک دن ان کے والد اور چچا اور کچھ اَور لوگ گاؤں سے آئے اور رشیدہ بیگم صاحبہ سے گفتگو کرتے رہے اور اس بات پر زور دیتے رہے کہ حافظ تو کافر ہو گیا ہے آپ ہمارے ساتھ بچے لے کر چلیں۔ اس پر رشیدہ بیگم نے کہا کہ اگر حافظ صاحب کافر ہو گئے ہیں تو میں بھی ان کے ساتھ کافر ہی ہوں۔ اگر یہ دوزخ میں جائیں گے تو میں بھی دوزخ میں جاؤں گی۔ چنانچہ وہ مایوس واپس لوٹ گئے۔ ۱۹۷۶ء کے جلسہ سالانہ پر ربوہ آئیں۔ جب مستورات میں غیر معمولی اخوت اور پیار محبت کا نمونہ دیکھا تو کہنے لگیں یہ خدائی تصرف ہے ورنہ عورتوں میں اس قسم کی تربیت ہرگز نہیں ہو سکتی۔ چنانچہ اسی سال گھر جا کر باقاعدہ بیعت کر کے سلسلہ عالیہ احمدیہ میں داخل ہو گئیں اور آخر دم تک نہایت اخلاص اور وفاداری سے اس عہدِ بیعت کو نبھایا اور اس راہ میں ہر دکھ اور قربانی کو خندہ پیشانی سے قبول کیا۔ ہر روز گھر میں کئی غیر از جماعت وفود کی صورت میں آتے اور بحث مباحثہ کرتے اور روحانی اذیت پہنچاتے مگر باوجود ان کے سخت رویہ کے مرحومہ ان کی بڑے اخلاص اور محبت سے خدمت کرتی تھیں۔ مرحومہ خدا کے فضل سے پہلے بھی نماز، روزہ اور تہجد کی پابند تھیں لیکن قبول احمدیت نے تو اس صفت کو چار چاند لگا دیئے اور وہ پنجگانہ نمازوں اور نماز تہجد کے علاوہ اَور نوافل بھی بڑے اہتمام سے ادا کرنے لگیں۔ بہت سی سچی خوابیں دیکھنے لگیں۔ غریبوں کی بہت مدد کرنے والی اور افرادِ جماعت کا بہت احترام اور عزت کرنے والی خاتون تھیں۔ جماعتی پروگراموں اور تنظیموں کے ساتھ بہت تعاون اور دلچسپی کا مظاہرہ کرتی تھیں۔ چندہ جات باقاعدگی سے ادا کرتیں اور اپنی خداداد صلاحیتوں سے عورتوں میں خوب تبلیغ کرتی تھیں۔

۸؍اگست ۱۹۷۸ء کو رمضان المبارک کی ۳؍تاریخ تھی۔ قاری صاحب نماز تراویح پڑھا کر آئے تو دیکھا کہ بیٹھک میں دو مہمان آئے بیٹھے ہیں۔ وہ پرانے دوست تھے۔ جب ان سے فارغ ہو کر اندر آئے تو بیوی سے پوچھا کیا بات ہے آپ ابھی تک سوئی نہیں۔ کہنے لگیں حافظ جی مجھے آج نیند نہیں آرہی۔ حافظ صاحب نے پوچھا کیا وجہ ہے؟ کہنے لگیں کہ کل رات خدا نے مجھے بتایا ہے کہ جس لڑکے کو تو نے خود پالا ہے وہ تیرا قاتل ہے۔ یہ لڑکا قاری صاحب کا بھتیجا تھا۔ عبداللہ نام تھا اور تقریباً نو ماہ کی عمر سے بیس سال کی عمر تک مرحومہ نے اسے پالا تھا۔ ان کی سچی خوابیں بھی دیکھیں کتنی عظیم الشان ہیں، کیسی صفائی سے پوری ہوئیں ان کو یہ یقین تھا۔ اس کا کوئی والی وارث نہ تھا۔ اب اپنوں اور غیروں نے اسے ورغلا کر اپنی مربیہ ماں کا مخالف بنا دیا تھا۔ کہنے لگیں کہ میرا خیال ہے اب ہمارا یہاں رہنا مناسب نہیں۔ سانگلہ ہل چھوڑ کر ہمیں ربوہ چلے جانا چاہئے۔ مبادا اس لڑکے سے ہمیں کوئی نقصان پہنچ جائے۔ حافظ صاحب نے کہا صدقہ وغیرہ دو، کوئی بات نہیں۔ اللہ تعالیٰ فضل کرے گا۔ وہ تو آپ کا بیٹا ہے ایسا نہیں کرے گا۔ لیکن خدا کی بات بہر حال پوری ہونی تھی۔ علی الصبح مکرم امیر صاحب سانگلہ ہل اور قاری صاحب ایک دو اور دوست لے کر فیصل آباد ایک احمدی دوست کی تعزیت کرنے چلے گئے۔ وہ لڑکا عبداللہ جو ایک سال قبل شیخوپورہ چلا گیا تھا گھر میں داخل ہوا۔ گھر میں داخل ہوتے ہی اس نے پہلے ایک بچی پر جو پرائمری جماعت میں پڑھتی تھی، حملہ کیا۔ لیکن جب وار خالی گیا تو پھر بچوں پر جھپٹا۔ آپ بچوں کو بچانے کے لئے آگے بڑھیں تو انہیں بچاتی بچاتی خود اس کی گرفت میں آگئیں۔ وہ ظالم چھاتی پر بیٹھ گیا اور چاقو کے وار کرتا رہا۔ آپ بے بسی کی حالت میں اسے روکتی رہیں اور کہتی رہیں کہ عبداللہ بتا تو دو کہ ہمیں کس وجہ سے مار رہے ہو۔ کہنے لگا تم کافر ہو گئی ہو اس لئے مارتا ہوں۔ بہر حال جب اس نے سمجھا کہ اب فوت ہو گئی ہیں تو انہیں چھوڑ کر پھر دوسرے بچوں کی طرف لپکا مگر وہ اِدھر اُدھر بھاگ چکے تھے۔ قریب ہی سول ہسپتال تھا۔ مرحومہ کو اور زخمی بچی کو لوگوں نے وہاں پہنچایا۔

اس واقعہ کے تقریباً آدھ گھنٹہ بعد قاری صاحب بھی فیصل آباد سے واپس آگئے۔ چنانچہ امیر صاحب جماعت سانگلہ ہل کے حکم پر زخمیوں کو فوری طور پر فیصل آباد سول ہسپتال میں منتقل کر دیا گیا۔ وہاں ڈاکٹر ولی محمد صاحب نے بڑے ہی اخلاص، محبت اور توجہ سے اپریشن کیا۔ **فجزاہ اللہ احسن الجزاء۔** ڈاکٹر صاحب تین گھنٹے کے بعد آپریشن روم سے باہر آئے اور آتے ہی رو پڑے اور کہا **انا للہ وانا الیہ راجعون۔** رشیدہ بیگم فوت ہو گئی ہیں۔ بچی کی امید ہے کہ انشاء اللہ بچ جائے گی۔

مرحومہ کے تین بیٹے اور تین بیٹیاں تھیں۔ ایک بیٹے مکرم حافظ عارف اللہ صاحب نے ایم۔اے عربی کیا ہے اور ربوہ میں ہی کاروبار کر رہے ہیں۔ باقی دونوں بیٹے کینیڈا میں مقیم ہیں۔ تینوں بیٹیوں کی شادی ہو چکی ہے۔

مکرم ملک محمد انور صاحب ابن ملک محمد شفیع صاحب تاریخ شہادت ۲۲؍اگست ۱۹۷۸ء۔ مگر اب تو وقت ہو گیا ہے۔ یہ میرا خیال ہے اگر آگے جو میرے زمانے کے شہداء ہیں ان کا ذکر چلنا ہے اس سے پہلے اس کو لے لیں گے۔

بقیہ صفحہ ۳

نابلد ہیں۔ اور شکایت کنندہ اسد اللہ خان نے بھی سنی سنائی بات پر مقدمہ کی بنیاد رکھی جس پر قطعی بھروسہ نہیں کیا جاسکتا۔

عدالت کے نزدیک رسول کریمؐ پر تقریر سے روکنا یا یہ کہنا کہ رسول کریم آخری نبی نہیں تھے اور مرزا غلام احمد سچے نبی تھے دفعہ 295/C کے زمرے میں بلاواسطہ یا بالواسطہ نہیں آتا۔ اس لئے عدالت نے مورخہ ۲۷/جولائی ۱۹۸۷ء کو تمام احمدیوں کو توہین رسالت کے الزام سے بری کر دیا اور دفعہ 506 کے تحت بھی سب ملزمان کو سوائے اسلام خان کے بری کرتے ہوئے اسلام خان کو دو سال قید بامشقت کی سزادی۔ اس سزا کے خلاف ہائی کورٹ لاہور میں اپیل کی گئی جو سماعت کے لئے جسٹس شیخ محمد زبیر کی عدالت میں پیش ہوئی جس نے مورخہ ۳/جولائی ۱۹۹۱ء کو اسلام خان کو بھی بری کر دیا۔

☆......☆......☆

نماز جمعہ ادا کرنے پر توہین رسالت کا مقدمہ

مورخہ ۱۳/اپریل ۱۹۸۷ء کو زیر دفعہ 295/C تعزیرات پاکستان ایک مقدمہ تھانہ خوشاب میں بوقت چار بجے شام مکرم مبارک احمد صاحب، مقصود احمد صاحب، ماسٹر حمید اللہ صاحب ٹیچر، محمد حاکم صاحب اور رانا عطاء اللہ صاحب کے خلاف درج ہوا جو خواجہ محمد عثمان ولد عبدالرحمن سکنہ خوشاب کی تحریری درخواست پر درج کیا گیا۔

درخواست میں لکھا گیا کہ ان احمدیوں نے مسجد پر دوبارہ کلمہ طیبہ تحریر کر دیا ہے۔ بعض مکانوں میں وہ تبلیغ بھی کرتے ہیں اور انہوں نے جمعہ کے اجتماع کا اہتمام کیا اور خوشی محمد مربی قادیانی کی اقتداء میں مسلمانوں کی طرح نماز جمعہ ادا کی۔ لہذا استدعا ہے کہ مذکورہ بالا افراد کو فی الفور گرفتار کیا جائے اور دفعہ 295/C تعزیرات پاکستان کے تحت کلمہ اور حضور کی گستاخی کا مقدمہ چلایا جائے۔ چنانچہ ان کو گرفتار کر لیا گیا۔

☆......☆......☆

قرآن مجید کی تلاوت کرنے اور کلمہ طیبہ مٹانے سے انکار کرنے پر توہین رسالت کا مقدمہ

مورخہ ۱۳/اپریل ۱۹۸۷ء کو ہی شام پونے چھ بجے تھانہ خوشاب میں ایک مخالف سلسلہ قاری سعید احمد کی درخواست پر ایک اور مقدمہ زیر دفعہ 295/C تعزیرات پاکستان مکرم رانا عطاء اللہ صاحب پٹواری آف خوشاب کے خلاف درج کیا گیا۔

اس مقدمہ کی تفصیل یہ ہے کہ مورخہ ۱۳/اپریل ۱۹۸۷ء کو شام پانچ بجے پانچ احمدی احباب مکرم رانا عطاء اللہ صاحب، رانا حمید اللہ صاحب، مبارک احمد صاحب، مقصود احمد صاحب اور محمد حاکم صاحب کو تھانیدار نے تھانہ میں بلایا۔ وہاں پہلے سے قاری سعید احمد بیٹھے تھے۔ انسپکٹر صاحب نے ان کو آمنے سامنے بٹھا کر مذہبی سوالات شروع کر دیئے کہ کلمہ میں آپ آنحضرت ﷺ کی بجائے مرزا غلام احمد مراد لیتے ہو وغیرہ۔ ان سوالات کے جواب چونکہ رانا عطاء اللہ پٹواری نے دیئے اس لئے قاری سعید احمد نے پولیس کو اپنی درخواست میں لکھا "آج عصر کی نماز کے بعد آپ نے بندہ قاری سعید احمد کو تھانہ خوشاب میں قادیانیوں کے متعلق مشورہ کے لئے بلایا۔ اس دوران پانچ قادیانی بھی تھانہ میں موجود تھے۔ انسپکٹر صاحب کی موجودگی میں عطاء اللہ پٹواری نے نہ صرف کلمہ طیبہ اپنی مسجد سے ہٹانے سے انکار کیا بلکہ تبلیغ بھی شروع کر دی اور قرآن مجید کی تلاوت کرنا شروع کر دی۔ عطاء اللہ پٹواری نے یہ بھی کہا کہ ہم مرزا صاحب کو نبی مانتے ہیں۔ اس طرح قانون کے محافظوں کے سامنے قانون کی خلاف ورزی کی گئی۔ لہذا استدعا ہے کہ عطاء اللہ قادیانی کے خلاف زیر دفعہ 295/C جس کی سزا موت ہے قرآن مجید کی تلاوت اور حضور ﷺ کی توہین کرنے پر فوری مقدمہ درج کیا جاوے۔

☆......☆......☆

درود پڑھنے کی وجہ سے مقدمہ

ٹنڈو آدم کے بدبخت مولوی احمد میاں حمادی نے ۱۳/اگست ۱۹۸۷ء کو شہداد پور سندھ میں ہی ایک مقدمہ مکرم مختار احمد صاحب، عبدالرحمن صاحب اور علی احمد صاحب کے خلاف درج کرایا جس میں کہا کہ احمدیوں نے ایک جلسہ مورخہ ۹/اگست ۱۹۸۷ء کو منعقد کیا اور اس میں قرآن مجید کی آیات کی تلاوت کرنے کے بعد لاؤڈ سپیکر پر رسول مقبول ﷺ پر درود بھیجا گیا۔ اس طرح "توہین رسالت" کے مرتکب ہوئے۔ چنانچہ یہ مقدمہ زیر دفعہ 295/C اور 298/C تعزیرات پاکستان تین احمدیوں کے خلاف درج ہوا۔

☆......☆......☆

کلمہ طیبہ لکھنے کی وجہ سے "توہین رسالت" کا مقدمہ

قصور شہر کے مکرم شیخ محمد اسلم صاحب، مکرم مشتاق احمد صاحب، مکرم محمد اسلام صاحب اور مکرم قریشی نور احمد صاحب کے خلاف ایک مقدمہ مورخہ ۲۷/اگست ۱۹۸۷ء کو درج کیا گیا جو قصور شہر کی مجلس ختم نبوت کے صدر فضل حسین کی درخواست پر درج ہوا۔ درخواست میں لکھا گیا کہ مذکورہ احمدیوں نے اپنے گھروں، دوکانوں اور مسجد پر کلمہ طیبہ لکھ رکھا ہے اور یہ تعزیرات پاکستان کی دفعہ 298/C کے تحت جرم ہے۔ چنانچہ مقدمہ کے اندراج کے بعد فوری طور پر چاروں احمدی احباب کو گرفتار کر لیا گیا۔

بعد ازاں شکایت کنندہ نے ایک اور درخواست ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ قصور کی عدالت میں دائر کی جس میں لکھا گیا کہ احمدیوں نے گھروں، دوکانوں اور مسجد پر کلمہ طیبہ لکھ کر توہین رسالت کا ارتکاب بھی کیا ہے۔ چنانچہ اس درخواست پر ان چاروں احباب کے خلاف 295/C کا اضافہ کر دیا گیا۔

۱۰/مئی ۱۹۸۸ء کو ایڈیشنل سیشن جج چوہدری عبدالستار نے مدعی کی درخواست پڑھ کر کہا کہ اس میں دفعہ 295/C لاگو نہیں ہوتی لہذا دفعہ 298/C کے تحت مقدمہ کی کارروائی کے لئے سٹی مجسٹریٹ کو بھجوا دیا گیا۔

☆......☆......☆

پوسٹر پھاڑنے کی وجہ سے توہین رسالت کا مقدمہ

مورخہ ۲۸/اگست ۱۹۸۷ء کو ننکانہ کے ایک احمدی نوجوان کلیم احمد ولد ڈاکٹر حاجی عبدالرحمن پر توہین رسالت کے الزام میں ایک مقدمہ تھانہ ننکانہ میں جماعت کے ایک مخالف عبدالمجید اختر کی درخواست پر درج کیا گیا۔ الزام یہ لگایا گیا کہ اس احمدی نوجوان نے مجلس ختم نبوت کا ایک پوسٹر جو دیوار پر چسپاں تھا پھاڑ ڈالا اور اس طرح رسول کریم ﷺ کی توہین کا مرتکب ہوا۔

☆......☆......☆

نوٹس بورڈ پر روغن پھیرنے کی وجہ سے توہین رسالت کا مقدمہ

خوشاب کے ایک مخالف عقیل عباس شاہ نے مورخہ ۲۸/اکتوبر ۱۹۸۷ء کو ایک احمدی مسلمان حکیم جمیل احمد کے خلاف ایک مقدمہ زیر دفعات 295/C اور 298/C اور ۱۶۔ایم پی او تعزیرات پاکستان تھانہ خوشاب میں درج کرا دیا۔ تحریری درخواست میں شکایت کی گئی کہ حکیم جمیل احمد نے مجلس ختم نبوت کے بورڈ پر سیاہی پھیر دی ہے۔ نیز مقامی مسجد احمدیہ پر دوبارہ کلمہ طیبہ لکھ کر دفعہ 298/C کی خلاف ورزی کی ہے۔

☆......☆......☆

تبلیغ کی وجہ سے توہین رسالت کا مقدمہ

ٹنڈو آدم کے بدنام ترین مولوی احمد میاں حمادی نے ۲۷/دسمبر ۱۹۸۷ء کو شہداد پور سندھ کے تھانہ میں ایک درخواست چوہدری خلیل احمد صاحب امیر جماعت احمدیہ سانگھڑ کے خلاف دی جس میں لکھا گیا کہ مکرم خلیل احمد صاحب نے رسالہ انصار اللہ بابت ماہ فروری ۱۹۸۷ء بغرض تبلیغ ایک غیر احمدی وکیل محمد اسحاق نامی کو دیا ہے جو اس نے مولوی حمادی تک پہنچا دیا اور مولوی مذکور کے دعویٰ کے مطابق اس میں ہتک رسول ﷺ کی گئی ہے۔ چنانچہ مکرم خلیل احمد صاحب امیر جماعت احمدیہ سانگھڑ کے خلاف زیر دفعہ 295/C توہین رسالت کا مقدمہ درج ہو گیا اور انہیں گرفتار کر کے شہداد پور جیل بھجوا دیا گیا۔ سیشن جج سانگھڑ نے جولائی ۱۹۸۸ء میں فیصلہ دیا کہ رسالہ مذکور میں مضامین کسی طرح بھی توہین رسالت کی دفعات کے تحت نہیں آتے۔

☆......☆......☆

سیرت رسول کریم ﷺ پر جلسہ کرنے پر مقدمہ

تلونڈی موسیٰ خان ضلع گوجرانوالہ میں جماعت احمدیہ نے سیرت رسول کریم ﷺ کے موضوع پر ایک جلسہ کا انعقاد کیا جس میں مرکز احمدیت ربوہ سے مولانا دوست محمد صاحب شاہد اور دیگر مبلغین کو بھی شمولیت کی دعوت دی۔ اس جلسہ کے انعقاد کی وجہ سے علاقہ کے غیر احمدی مسلمانوں کو سخت غصہ آیا اور ان کے نمائندگان خواجہ محمد شفیق اور چوہدری غلام محمد آف گوجرانوالہ شہر نے احمدی مسلمانوں کے خلاف تھانہ صدر گوجرانوالہ میں رپورٹ کی اور مندرجہ ذیل احمدی احباب پر زیر دفعہ 295/C، 298/C اور 188 تعزیرات پاکستان ایک مقدمہ مورخہ ۲۳/مارچ ۱۹۸۸ء کو درج کروایا۔

(۱) مولانا دوست محمد صاحب شاہد۔ ربوہ
(۲) نذیر احمد صاحب۔ (۳) منظور احمد صاحب۔
(۴) منور احمد صاحب۔ (۵) محمد یوسف صاحب۔
(۶) شبیر احمد صاحب۔ (۷) ناصر احمد صاحب۔
(۸) ظفر احمد صاحب۔ (۹) شبیر احمد صاحب شاہد، مبلغ جماعت احمدیہ۔ (۱۰) خالد احمد صاحب۔
(۱۱) سلیم احمد صاحب۔

درخواست میں لکھا گیا کہ ان سب نے جلسہ کا انعقاد کر کے احمدیت کی تبلیغ کی ہے اور اس طرح رسول کریمؐ کی توہین کے مرتکب ہوئے ہیں۔

سیشن کورٹ نے ۳/اپریل ۱۹۹۰ء کو دفعہ 298/C کے تحت تمام افراد کو دو دو سال قید اور پانچ ہزار فی کس جرمانہ کی سزا دی مگر عدالت نے فیصلہ دیا کہ دفعہ 295/C کا اطلاق اس مقدمہ پر نہیں ہوتا۔ سزاؤں کے خلاف اپیل کی گئی۔

☆......☆......☆

گھر پر قرآنی آیت لکھنے کی وجہ سے مقدمہ

سانگھڑ سندھ کے ایک احمدی مسلمان رشید احمد خان صاحب کے خلاف سانگھڑ کے ایک مولوی عبدالغفور نے ایک مقدمہ زیر دفعہ 298/C تعزیرات پاکستان مورخہ ۵/اپریل ۱۹۸۸ء کو درج کرایا۔ اس نے پولیس کو تحریری درخواست دی جس میں لکھا کہ قصبہ سانگھڑ کے لوگوں سے اسے معلوم ہوا ہے کہ ایک احمدی نے اپنے مکان کی بیرونی دیوار پر قرآنی آیت الیس اللہ بکاف عبدہ سیمنٹ سے کندہ کی ہوئی ہے۔ اس پر وہ اپنے ساتھیوں سمیت رشید احمد خان کے مکان پر پہنچا اور خود دیکھا کہ مذکورہ بالا آیت گھر کی بیرونی دیوار پر تحریر ہے۔ ٥٥

ولادت

اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے میری بیٹی عزیزہ شبانہ فردوس صاحبہ اہلیہ مکرم عبدالرزاق صاحب کو مورخہ 99-8-8 بروز اتوار پہلی بیٹی سے نوازہ ہے۔ نو مولودہ کی صحت و سلامتی نیک صالحہ خادمہ دین اور سبھی کے لئے قرۃ العین بننے کے لئے نیز خاکسار کچھ عرصہ سے پریشانیوں میں مبتلاء ہے ازالہ کے لئے دعا کی درخواست ہے۔ (امانت-50) (شیخ محمود احمد چاند پور شوگر)

فوراً پولیس اسٹیشن پہنچے۔ اس وقت دن کے بارہ بجے تھے انہوں نے پولیس اسٹیشن سانگھڑ میں احمدی رشید احمد خان کے خلاف زیر دفعہ 298/C ایک مقدمہ درج کرایا۔ کیونکہ اس آیت قرآنی سے اس کے اور اس کے ساتھیوں کے مذہبی جذبات مجروح ہوئے تھے۔ پولیس موقع پر پہنچ گئی اور آیت قرآنی کے فوٹو لے گئی اور اسی دن چار بجے بعد دوپہر رشید احمد خان کو گرفتار کر لیا گیا۔ مقدمہ کی سماعت زیر دفعہ 298/C شروع ہوئی مگر بعد میں ۹؍مارچ ۱۹۹۱ء کو دفعہ 295/C یعنی توہین رسالت کی دفعہ کا بھی اضافہ کر دیا گیا۔ اس طرح دونوں دفعات یعنی 298/C اور 295/C کے تحت مقدمہ عدالت میں ۱۹۹۴ء تک چلتا رہا اور مورخہ ۱۳؍جنوری ۱۹۹۴ء کو سیشن جج سانگھڑ بشیر احمد میمن نے رشید احمد خان کو دفعہ 298/C کے تحت دو سال قید اور پانچ ہزار روپے جرمانہ کی سزا سنائی۔

مورخہ ۱۳؍فروری ۱۹۹۴ء کو پولیس انسپکٹر اور اسسٹنٹ کمشنر پولیس بھاری گارد لے کر رشید احمد خان کے گھر آئے اور اپنے ساتھ ایک ہندو لوہار کو لائے جس نے ہتھوڑے کی مدد سے سیمنٹ سے کندہ آیت کریمہ کو توڑ کر ریزہ ریزہ کر ڈالا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

☆......☆......☆

گھروں پر کلمہ طیبہ لکھنے کی وجہ سے ایک اور مقدمہ

مورخہ ۱۴؍اپریل ۱۹۸۸ء کو ایک مقدمہ زیر دفعہ 295/C تعزیرات پاکستان سمبڑیال ضلع سیالکوٹ کے احباب ملک نثار احمد صاحب، ملک نور احمد صاحب اور عاشق محمود صاحب پر ایک مخالف سلسلہ محمد سعید ذکی کی تحریری درخواست کی وجہ سے درج کیا گیا۔ درخواست میں کہا گیا کہ احمدیوں نے اپنے گھروں پر کلمہ طیبہ لکھ رکھا ہے اور اس طرح رسول مقبول ﷺ کی توہین کے مرتکب ہو رہے ہیں۔ توہین رسالت کا فعل مسلمانوں کے لئے ناقابل برداشت ہے اور یہ صریحاً دفعہ 295/C کی خلاف ورزی ہے۔

☆......☆......☆

تبلیغ کی وجہ سے مقدمہ قائم کیا گیا جو ۶ سال بعد توہین رسالت کے مقدمہ میں تبدیل کر دیا گیا

مکرم عبدالقدیر شاہد صاحب مربی سلسلہ جماعت احمدیہ اور ان کے دو نسبتی بھائیوں مکرم محمد اشفاق صاحب اور مکرم محمد شہباز صاحب آف شرقپور ضلع شیخوپورہ کے خلاف تبلیغ کرنے کے الزام میں زیر دفعہ 298/C تعزیرات پاکستان ایک مقدمہ مورخہ ۲۸؍اکتوبر ۱۹۸۸ء کو تھانہ شرقپور ضلع شیخوپورہ میں درج ہوا۔ یہ مقدمہ شرقپور کے رہنے والے ایک مخالف حکیم اقبال احمد کی تحریری درخواست پر درج کیا گیا۔ درخواست دہندہ نے لکھا کہ:

"گزارش ہے کہ عید میلاد النبی کے دن شرقپور شہر میں قادیانی فرقہ کے چند لڑکے جن میں اشفاق احمد ولد محمد حسین اور شہباز ولد محمد حسین تھے اشتہار بازی کر رہے تھے جن میں اپنے عقیدے کی دعوت و تبلیغ کی گئی تھی۔ اشتہار کا مضمون اشتعال انگیزی کا موجب بن سکتا تھا۔ چنانچہ جن لوگوں نے یہ اشتہار پڑھا ان کے مذہبی جذبات مجروح ہوئے۔ اس کے بعد ہمارے مسلمانوں کے چند لڑکے جن میں مقصود احمد ولد شیخ محمد اسمٰعیل، احمد صابر علی ولد شیخ دل محمد، شیخ محمد مجیب ولد شیخ محمد حنیف اور شیخ اشرف علی ولد رنگ الٰہی ان کے پیچھے ان کے گھر گئے اور ان سے اس سلسلہ میں باز پرس کی۔ انہوں نے کمال ڈھٹائی سے بجائے معذرت کے الٹا ڈانٹنا شروع کر دیا۔ دونوں طرف سے کافی بات چیت ہوتی رہی آخر ہم تنگ آکر واپس آگئے۔

آج شام یعنی ۲۸؍اکتوبر ۱۹۸۸ء کو اندرون ضیاء گیٹ شرقپور بمقام بالمقابل دوکان جمیل برتن فروش، مقصود احمد ولد شیخ محمد اسمٰعیل، شیخ احمد صابر علی، شیخ محمد حبیب وغیرہ موجود تھے کہ یہی دونوں یعنی اشفاق اور اس کے ساتھ ایک لڑکا وہاں آگئے اور دوبارہ اپنے عقیدہ کے بارہ میں بیان شروع کر دیا اور ہمیں اپنے گھر آنے کی دعوت دی اور بتایا کہ ہمارا مبلغ عبدالقدیر موجود ہے جو آپ کی تسلی کرے گا۔ ہمیں باتوں میں لگا کر آہستہ آہستہ اپنے گھر لے گئے۔ وہاں ایک مبلغ جو باہر سے آیا لگتا تھا اس نے اپنے مذہب کی تبلیغ شروع کر دی اور اس نے اپنے مذہب کو بالکل سچا اور برحق پیش کیا اور **ہمارے خلاف، اسلام کے خلاف** سخت بکواس کی۔ اسی اثناء میں چند اور مسلمان جن میں حکیم اقبال احمد ولد حکیم دین۔ محمود الحسن ولد محمد یحیٰی، حافظ نعیم ولد یحیٰی، جمیل ولد حاجی بشیر احمد وغیرہ بھی وہاں پہنچ گئے۔ وہاں حافظ نعیم الرحمٰن اور محمود الحسن نے اسلام کی اصلیت کے بارہ میں بتایا۔ مبلغ مذکور اسلامی تعلیمات کو مسخ کر کے اپنے مذہب کو سچا ثابت کرتا رہا۔

آخر قادیانی مذہب کے بانی مرزا غلام احمد قادیانی کی اپنی تحریر پیش کی گئی مگر یہ لوگ اپنی ضد سے باز نہ آئے اور غلط قسم کی بکواس کرتے رہے۔ آخر کار اسلام کی توہین، آیات قرآنی کی تحریف ہم لوگ برداشت نہ کر سکے۔ خاص طور پر آنحضور ﷺ کی شان میں گستاخی ناقابل برداشت تھی۔ چنانچہ ہم نے ان کو توبہ کرنے کے لئے کہا اور گھر کے دروازے پر لکھا ہوا کلمہ جو ان کے لئے لکھنا منع ہے کو صاف کرنے کو کہا۔ انہوں نے انکار کیا۔ چنانچہ ہم سب اکٹھے ہو کر آپ کے سامنے تھانہ پہنچ گئے ہیں۔

میں مسمی حکیم اقبال احمد آپ کے نوٹس میں یہ سارا واقعہ لایا ہوں اور ملتجی ہوں کہ ان تینوں عبدالقدیر مبلغ، اشفاق اور شہباز کے خلاف آنحضور ﷺ کے بارہ میں گستاخانہ کلمہ کہ "جو تم ہمارے مرزا غلام احمد کو سمجھتے ہو وہی ہم تمہارے رسول حضرت محمد مصطفیٰ کے بارہ میں کہتے ہیں" کہنے پر عبرتناک کارروائی کی جاوے نیز گھر پر کلمہ لکھنے پر کارروائی کی جائے اور مذہب حقانی اسلام کے بارے میں ناجائز اور جھوٹا پراپیگنڈا کرنے سے روکا جائے"۔

چنانچہ تینوں احمدیوں کے خلاف زیر دفعہ 298/A مقدمہ درج کر لیا گیا اور رات ۱۱ بجے پولیس نے تینوں کو ان کے گھر سے گرفتار کر لیا۔ اگلے روز فیروزوالا (شاہدرہ) کے مجسٹریٹ کی عدالت میں ضمانت کی درخواست پیش کی گئی جو منظور ہو گئی اور تینوں احمدی ضمانت پر رہا ہو کر گھر آگئے۔

پولیس نے بعد تفتیش ۱۹۸۹ء میں مجسٹریٹ کی عدالت میں مقدمہ برائے سماعت داخل کر دیا۔ مجسٹریٹ نے ۱۹۹۱ء میں احمدیوں پر چارج شیٹ لگائی اور ۱۹۹۳ء تک تمام گواہوں وغیرہ کی گواہیاں مکمل ہو گئیں۔ اس طرح ۲۵؍اگست ۱۹۹۳ء تک مقدمہ کی کارروائی ختم ہو چکی تھی، صرف فیصلہ سنانا باقی تھا مگر عدالت نے فیصلہ التوا میں رکھا۔ اس دوران ۱۷؍اکتوبر ۱۹۹۴ء کو یعنی مقدمہ شروع ہونے کے چھ سال بعد مدعی نے عدالت میں درخواست دی کہ اس مقدمہ کی دفعہ 298/A درست نہیں بلکہ توہین رسالت کی دفعہ 295/C لگنی چاہئے۔

چنانچہ مجسٹریٹ محمد صدیق نے ۷؍مارچ ۱۹۹۵ء کو اس درخواست کی سماعت کی اور ۱۹؍مارچ ۱۹۹۵ء کو فیصلہ دیا کہ مقدمہ زیر دفعہ 295/C آتا ہے جو اس عدالت کے دائرہ کار سے باہر ہے اور مسل مقدمہ سیشن جج شیخوپورہ کو بھجوا دی۔ اس طرح یہ مقدمہ ایڈیشنل سیشن جج شیخوپورہ محمد محمود چوہدری کی عدالت میں پیش ہوا جنہوں نے فیصلہ دیا کہ اس مقدمہ پر دفعہ 295/C کا اطلاق نہیں ہوتا لہٰذا ٹرائل مجسٹریٹ صاحب فیصلہ دفعہ 298/A کے تحت سنا دیں۔ مگر ٹرائل مجسٹریٹ محمد صدیق صاحب نے ۲۹؍اگست ۱۹۹۵ء کو ایک بار پھر یہ فیصلہ دیا کہ اس مقدمہ پر دفعہ 295/C لگتی ہے اور مسل دوبارہ ڈسٹرکٹ اینڈ سیشن جج شیخوپورہ کو بھجوا دی اور ملزمان کو ہدایت کی کہ وہ ۱۸؍ستمبر ۱۹۹۵ء کو عدالت مذکورہ میں حاضر ہوں۔ اس دوران پہلے ایڈیشنل سیشن جج محمد محمود چوہدری صاحب تبدیل ہو چکے تھے اور ان کی جگہ رانا زاہد محمود ایڈیشنل سیشن جج مقرر ہوئے تھے۔ چنانچہ یہ مقدمہ ان کی عدالت میں پیش ہوا۔ ہمارے وکیل مکرم خواجہ سرفراز احمد ایڈووکیٹ نے مورخہ ۱۷؍دسمبر ۱۹۹۵ء کو یہ درخواست دی کہ چونکہ لوئر کورٹ نے یہ فیصلہ دیا ہے کہ اس مقدمہ میں دفعہ 298/A کا اطلاق نہیں ہوتا اس لئے مجسٹریٹ کو حکم دیا جائے کہ وہ پہلے دفعہ 298/A کے بارہ میں حتمی فیصلہ دیں مگر سیشن جج نے مورخہ ۱۵؍جولائی ۱۹۹۷ء کو یہ درخواست مسترد کر دی۔

اس کے بعد ہائی کورٹ سے رجوع کیا گیا۔ ہائی کورٹ میں ۲۹؍جولائی اور ۳۱؍جولائی ۱۹۹۷ء کو بحث ہوئی مگر جسٹس محمد نعیم نے اپنے فیصلہ میں دفعہ 298/A کے تحت کارروائی کو خارج قرار دے کر 295/C کو قائم رکھا اور پٹیشن کو خارج قرار دیتے ہوئے فیصلے میں لکھا کہ ایڈیشنل سیشن جج شیخوپورہ رانا زاہد محمود اس مقدمہ کی سماعت کریں اور مورخہ ۳۰؍دسمبر ۱۹۹۷ء تک اس کو بھگتا دیں۔

ہائی کورٹ کے اس فیصلہ کے خلاف سپریم کورٹ میں اپیل کی گئی اور ساتھ ہی اپیل کے دوران Stay Order کی درخواست کی گئی مگر سپریم کورٹ کے جسٹس نثار نے نہ صرف اپیل خارج کر دی بلکہ رانا زاہد محمود کو کہا کہ کیس کا فیصلہ ۳۰؍نومبر ۱۹۹۷ء تک کر دیا جائے۔

معاندین احمدیت، شریر اور فتنہ پرور مفسد ملاؤں کو پیش نظر رکھتے ہوئے خصوصیت سے حسب ذیل دعا بکثرت پڑھیں۔

اَللّٰھُمَّ مَزِّقْھُمْ کُلَّ مُمَزَّقٍ وَسَحِّقْھُمْ تَسْحِیْقاً

اے اللہ انہیں پارہ پارہ کر دے، انہیں پیس کر رکھ دے اور ان کی خاک اڑا دے۔

روایتی زیورات جدید فیشن کے ساتھ

شریف جیولرز

پروپرائیٹر حنیف احمد کامران۔ حاجی شریف احمد

اقصیٰ روڈ۔ ربوہ۔ پاکستان۔

دوکان: 0092-4524-212515

رہائش: 0092-4524-212300

PRIME AUTO PARTS

HOUSE OF GENUINE SPARES

AMBASSADOR & MARUTI

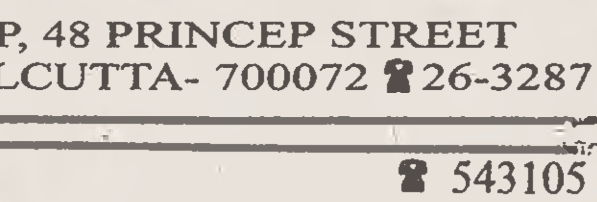

P, 48 PRINCEP STREET

CALCUTTA- 700072 ☎ 26-3287

STAR

☎ 543105

CHAPPALS

WHOLE SELLERS OF HIGH QUALITY LEATHER & RUBBER CHAPPALS

105/661, OPP, BLOCK NO-7 FAHIMMABAD COLONY

KANPUR-1- PIN 208001

چنانچہ یکم دسمبر ۱۹۹۷ء کو رانا زاہد محمود ایڈیشنل سیشن جج شیخوپورہ نے فیصلہ صادر کیا کہ ہر سہ ملزمان کو ۲۵، ۲۵ سال قید بامشقت اور ۵۰،۵۰ ہزار روپیہ جرمانہ کی سزا دی جاتی ہے۔ عدم ادائیگی جرمانہ کی صورت میں مزید دو سال قید بھگتنا ہو گی۔

یہ بھی یاد رہے کہ ۱۹۸۸ء میں جب یہ مقدمہ شروع ہوا تھا اس وقت توہین رسالت کی دفعہ کے تحت سزا عمر قید یا سزائے موت تھی مگر ۱۹۹۱ء میں قانون میں تبدیلی کی گئی اور اب توہین رسالت کی دفعہ 295/C کے تحت صرف سزائے موت مقرر ہے اس طرح اگر یہ مقدمہ ۱۹۹۱ء کے بعد دائر ہوتا تو جج صاحب معصوم احمدیوں کو موت کی سزا دے دیتے۔

مکرم عبدالقدیر صاحب اور ان کے دونوں نسبتی بھائی اس وقت جیل میں ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان اسیران راہ مولا کی جلد بریت کے غیب سے سامان فرمائے۔

☆......☆......☆

بسم اللہ الرحمن الرحیم، نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم و علیٰ عبدہ المسیح الموعود لکھنے پر مقدمہ

مولوی احمد میاں حمادی آف ٹنڈو آدم سندھ نے ایک مقدمہ مکرم مرزا مبارک احمد صاحب نصرت آف سانگھڑ پر مورخہ ۳/ جنوری ۱۹۸۹ء کو زیر دفعات 298/C اور 295/C تعزیرات پاکستان درج کرایا۔ مولوی نے شکایت کی کہ مرزا مبارک احمد نصرت نے ۸۸-۱۱-۹ کو اسے ایک خط بھجوایا جس کے ساتھ مرزا طاہر احمد کی طرف سے جاری مباہلہ پمفلٹ بھی تھا۔ خط جس پیڈ پر لکھا گیا تھا اس پر بسم اللہ الرحمن الرحیم، نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم و علیٰ عبدہ المسیح الموعود لکھ کر خود کو مسلمان ظاہر کیا ہے جو دفعہ 298/C کے تحت جرم ہے۔ لہذا اس کے خلاف قانونی کارروائی کی جائے"۔ چنانچہ دونوں دفعات کے تحت مقدمہ ۳/ جنوری ۱۹۸۹ء کو درج کر دیا گیا۔

مقدمہ کا اندراج ہونے کے بعد مورخہ ۱۴/ جنوری ۱۹۸۹ء کو مکرم مرزا مبارک احمد نصرت صاحب کو پولیس نے گرفتار کر لیا اور حوالات میں بند کر دیا۔

☆......☆......☆

جیل کے اندر نماز پڑھنے پر مقدمہ

دوسرے دن یعنی ۱۵/ جنوری کو مولویوں نے انہیں حوالات میں نماز پڑھتے دیکھا تو شور مچا دیا۔ ان کے خلاف ایک اور درخواست دی گئی جس میں لکھا گیا کہ **"مرزا مبارک احمد نصرت حوالات میں مسلمانوں کی طرح قبلہ رو ہوکر نماز ادا کر رہا تھا"**۔ چنانچہ اس درخواست کی بنا پر مرزا صاحب پر ایک اور مقدمہ 298/C تعزیرات پاکستان مورخہ ۶/ فروری ۱۹۸۹ء کو قائم کر دیا گیا اور ۹۴ دن حوالات میں رہنے کے بعد ان کی ضمانت پر رہائی ہوئی۔

یاد رہے اس بدبخت مولوی نے احمدیوں پر متعدد مقدمات درج کرا رکھے ہیں۔ یہ مولوی ٹنڈو آدم کا خطیب ہے۔ جو محکمہ اوقاف کے تحت ہے۔ اس طرح یہ سندھ گورنمنٹ کا باقاعدہ تنخواہ دار ملازم ہے اور حکومت کا خاص مولوی ہے۔ علاقہ بھر میں اسکا اثر ہے نیز اس علاقہ میں راجہ ظفرالحق وزیر مذہبی امور کے بھائی کا بھی بہت اثر و رسوخ ہے اس وجہ سے سندھ کے اس علاقہ میں جماعت احمدیہ کے خلاف ظالمانہ حرکتیں ہوتی رہتی ہیں اور اس بات میں کوئی شبہ نہیں کہ یہ سب کچھ حکومت کی ایماء پر ہو رہا ہے۔

اس مقدمہ کی سماعت آج کل ہو رہی ہے۔ ملاں حمادی سماعت کے دن اپنے چیلے چانٹوں اور مدرسہ کے طلباء کو ساتھ لے کر کمرہ عدالت میں پہنچ جاتا ہے اور جماعت کے خلاف خوب ہلڑ بازی کرتا ہے۔ گزشتہ تاریخ ۲۱/ مئی ۱۹۹۹ء کو عدالت میں ہجوم نے نعرے لگا لگا کر مطالبہ کیا کہ مرزا مبارک احمد نصرت کی ضمانت منسوخ کی جائے۔ چنانچہ جج نے دباؤ میں آکر مرزا صاحب کی ضمانت منسوخ کر دی تھی۔

(باقی اگلے شمارہ میں انشاء اللہ)

م-ش کی ڈائری

مھندی کی رسم:

جناب محمد شفیع ایم اے اپنی ڈائری میں "اے موج حوادث ان کو بھی دو چار تھپیڑے ہلکے سے" کے زیر لکھتے ہیں۔

"--میں دو گھنٹے سے زائد عرصے سے قلم ہاتھ میں تھامے اس خلش سے دوچار ہوں کہ اس واقعہ کو جس سے میرے دل و دماغ میں گزشتہ چوبیس گھنٹے سے کھد بد جاری ہے۔ صفحہ قرطاس پر منتقل کروں یا نہ کروں۔ اس خلش کی بناء پر دو متضاد جذبات کے دھارے ہیں۔ جن سے میں دوچار ہوں ایک جذبہ یہ ہے کہ جس عزیز نے تمہیں بطور خاص دعوت نامہ دے کر اپنے خلوت کدے میں اپنے انتہائی قریبی عزیز و اقارب کی رنگین محفل میں بلا بھیجا اس کے گھر کے راز کو فاش کرنا کس اخلاق کا تقاضا ہے اور دوسرا جذبہ یہ ہے کہ --انسان کی بے رحمی سنگدلی اور ایک قومی المیہ کے برپا ہونے کے باوجود شہریوں کی بے حسی اور بے عبرتی کو کیوں بے نقاب نہ کیا جائے۔ آخر کار میں نے سوچا کہ اب تمہاری زندگی کے کتنے دن باقی ہیں تم کس لئے منافقت کی راہ اختیار کرنا چاہتے ہو۔ چنانچہ سنئے کہ

"-- میرے ایک کروڑ پتی (شاید ارب پتی) دوست نے فیصل آباد سے مجھے کار بھجوائی کہ میں اپنے بچوں کے ساتھ ان کے بیٹے کی "مہندی کی رسم" میں شرکت کروں-- میری بیوی چونکہ ڈاکٹر ہیں اور انہیں اپنے کلینک میں بالالتزام بیٹھنا ہوتا ہے۔ اس لئے انہوں نے تو میرے ساتھ جانے سے انکار کر دیا۔ اور میں اپنی علالت کے باوجود تن تنہا اپنے میزبان کی کار میں سوار ہو کر فیصل آباد پہنچ گیا۔

فیصل آباد پہنچ کر ریلوے کے حادثے کی تفصیل معلوم ہوئی بلکہ میرے میزبان ہی نے اس المیہ کی خون فشاں تفاصیل سے مجھے آگاہ کیا۔ میں نے خیال کیا کہ اس انتہائی طور پر افسردہ کرنے والے سانحہ کے بعد مہندی کی رسم کی رنگینیوں میں کمی آجائے گی۔ یا شاید اس تقریب کو منسوخ کر دیا جائے گا- لیکن نہیں یہ تقریب سورج ڈھلنے کے وقت سے شروع ہو کر رات ڈھلے تک انتہائی جوش و خروش سے جاری رہی۔

--ہندوستانی فلموں کے گانوں پر نوجوان لڑکے اور نوجوان لڑکیاں محو رقص تھیں۔ ہندوستانی ایکٹرسوں کے طور طریقوں کے مطابق نوجوان لڑکے اور لڑکیاں اپنے ماں باپ کی موجودگی میں جس قسم کی شوخیوں اور حرکتوں کا اظہار کر رہی تھیں۔ میرا جی چاہتا تھا کہ میں ان لوگوں کو ان کی بہنوں اور بھائیوں کی لاشوں کے انبار دکھا کر ان سے خوف خدا کے نام پر اپیل کروں کہ کچھ تو سوچو؟-- لیکن میری لڑکھڑاتی ہوئی صحت نے مجھے ایسا کرنے سے باز رکھا۔ اور میں چپ چاپ فرزندان اور دختران توحید کے حیاء سوز ڈرامے کو دیکھتا رہا"۔

اب یہ نوجوان بیٹے اور بیٹیاں تھک ہار کر ذرا دم لینے کیلئے اپنے ڈرامے کے انٹرویل پر پہنچے تو ان کی جگہ ان کے بڑے بوڑھوں نے لے لی اور ان لڑکوں اور لڑکیوں کے ماں باپ نے رقص و سرور کے ڈرامے کو وہاں سے شروع کیا۔ جہاں سے ان کے برخورداروں نے چھوڑا تھا۔ ہندوستانی فلموں کی دھن پر بڑے بوڑھوں نے کمال فن کا جو مظاہرہ کیا۔

اس پرونس مور کی فرمائش بار بار گونجتی رہی میں کوئی واعظ نہیں ہوں۔ اور نہ مجھے کسی قسم کی اخلاقی برتری کا دعویٰ ہے۔ میرا رونا تو صرف اس بات پر ہے کہ ہم اس قدر بے حس معاشرے میں کیوں تبدیل ہوئے جا رہے ہیں؟

میں نے وہ دن دیکھے ہیں جب محلہ میں کوئی مرگ ہو جاتی تھی تو سارے محلے والوں کے چولھے سرد پڑ جاتے تھے۔ ایک زمانہ وہ تھا جب بر صغیر کے کسی کونے میں مسلمان ظلم کا شکار ہوتے تھے تو تمام صوبوں کے مسلمانوں میں اضطراب کی لہر دوڑ جایا کرتی تھی۔ لیکن اب ہماری آنکھوں کے سامنے ہمارے بھائیوں پر قیامت صغریٰ ٹوٹ پڑتی ہے۔ لیکن ہماری عیش و طرب کی محفلوں کی رنگینیوں میں کمی نہیں ہوتی- ہمارا دولت مند طبقہ اپنی بے حسی اور بے غیرتی سے ہمیں خونی انقلاب کی طرف لے جا رہا ہے۔ (ہفت روزہ "لاہور" لاہور کے شکریہ سے)

ہفتہ قرآن مجید

۴ جولائی ۹۹ کو لجنہ اماءاللہ خانپور ملکی نے ہفتہ قرآن کریم کے سلسلہ میں جلسہ منعقد کیا جس کی صدارت محترمہ زینب نسرین صاحبہ نے کی محترمہ ذکیہ تسنیم صاحبہ کی تلاوت اور محترمہ سلطانہ پروین صاحبہ کی نظم خوانی کے بعد محترمہ رفعت ستارہ محترمہ ساجدہ نسرین صاحبہ۔ عزیزہ سعدیہ تسنیم نے عظمت قرآن کریم کے مختلف پہلوؤں پر تقاریر کیں۔ آخر میں خاکسار نے قرآن کریم دائمی کتاب ہے موضوع پر روشنی ڈالی۔ جلسے کے درمیان محترمہ زینب نسرین صاحبہ۔ محترمہ افسانہ پروین صاحبہ نے خوش الحانی سے نظمیں پڑھیں۔

(حشمت آرا۔ جنرل سیکرٹری لجنہ اماءاللہ خانپور ملکی)

اعلان نکاح

- مکرم رفیع احمد صاحب ولد مکرم ملک شریف احمد صاحب آڈہا کا نکاح مکرمہ صبیحہ بانو صاحبہ بنت مکرم شیخ خلیل احمد صاحب برہ پورہ کے ہمراہ ۹۹-۷-۳ کو ۵۵۰۰۰ روپے حق مہر پر۔ نیز مکرم شاہ جہاں صاحب ولد مکرم خلیل احمد صاحب برہ پورہ کا نکاح مکرمہ صادقہ تبسم صاحبہ بنت مکرم ملک شریف احمد صاحب آڈہا کے ہمراہ ۵۵۰۰۰ ہزار روپے حق مہر پر مورخہ ۹۹-۶-۳۰ کو مکرم مولوی اسماعیل احمد خان صاحب مبلغ سلسلہ بھاگلپور نے پڑھا۔ احباب سے دعا کی درخواست ہے اللہ تعالیٰ یہ رشتے مبارک کرے اور باعثِ برکت اور مثمر ثمرات حسنہ بنائے۔ اعانت بدر ۱۰۰ روپے۔ (محمد نذیر احمد خان برہ پورہ بھاگلپور)
- مکرم ظفر احمد صاحب ولد مکرم نسیم احمد صاحب مرحوم مونگیر کا نکاح مکرمہ طاہرہ پروین صاحبہ بنت مکرم وسیم احمد صاحب خانپور ملکی کے ہمراہ ۱۱۰۰۰ (گیارہ ہزار) روپے حق مہر پر نیز مکرم مظفر احمد صاحب ولد مکرم نسیم احمد صاحب مرحوم مونگیر کا نکاح مکرمہ شبنم شگفتہ صاحبہ بنت مکرم اکبر حسین صاحب خانپور ملکی کے ہمراہ ۱۱۰۰۰ (گیارہ ہزار) روپے حق مہر پر مکرم مولوی اسماعیل احمد خان صاحب مبلغ سلسلہ بھاگلپور نے پڑھا۔ احباب سے دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ یہ رشتہ دونوں فریقین کیلئے باعث برکت اور مثمر ثمرات حسنہ بنائے۔ (آمین) اعانت ۱۰۰/- (نعیم احمد مونگھیر)
- مورخہ ۹۹-۷-۲۸ محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب ناظر اعلیٰ و امیر مقامی قادیان نے عزیزم عبد القدیر فرحان ابن مکرم عبد الحمید صاحب مرحوم آف شاہجہانپور یوپی کا نکاح ہمراہ عزیزہ صدیقہ زرین صاحبہ بنت مکرم اقبال احمد صاحب آف حیدر آباد مبلغ اکتالیس ہزار روپے حق مہر پر مسجد مبارک قادیان میں پڑھا اس رشتہ کے ہر جہت سے کامیاب اور مثمر ثمرات حسنہ ہونے کیلئے دعا کی درخواست ہے۔ اعانت بدر ۱۰۰ روپے۔ (مینیجر بدر)

سیدنا **حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع** ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

کے دورۂ جرمنی ۱۲؍ مئی تا ۲۴؍ مئی ۱۹۹۹ء کی مصروفیات کی ایک جھلک

(رپورٹ: صادق محمد طاہر۔جرمنی+ابو لبیب۔برطانیہ)

(چوتھی قسط)

۲۱؍ مئی ۱۹۹۹ء بروز جمعۃ المبارک

آج حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے نماز جمعہ جرمنی کے مشہور شہر ہائیڈل برگ کے قریبی علاقہ Eppelheim کے ایک وسیع ہال Neckerrhein halle میں پڑھائی جہاں لجنہ اماء اللہ جرمنی کا اجتماع منعقد ہو رہا تھا۔اس طرح نماز جمعہ سے قبل حضور انور کے خطبہ سے ہی اس اجتماع کا افتتاح عمل میں آیا۔ خطبہ جمعہ میں حضور نے گزشتہ چند ہفتوں سے جاری مضمون کے سلسلہ میں چند شہداء کا تذکرہ فرمایا جو کم و بیش نصف گھنٹہ تک جاری رہا۔(خطبہ کا خلاصہ الفضل انٹرنیشنل میں الگ شائع ہو چکاہے)۔

مجلس سوال وجواب

آج سہ پہر حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ کے ساتھ جرمن مہمانوں کی ایک مجلس سوال وجواب منعقد ہوئی۔ ذیل میں بعض اہم سوالات وجوابات کا خلاصہ اپنی ذمہ داری پر ہدیۂ قارئین ہے۔

☆......اگر اسلام کسی کلچر کو پسند نہیں کرتا تو کیا ایسے کلچر کے تعلق میں والدین کی نافرمانی ہو سکتی ہے؟

حضور انور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ کلچر ایک سوشل نظام کا یونیورسل تصور ہے اور کلچر مسلسل بڑھتا رہتا ہے جیسے پھولوں کا گلدستہ ہو اس میں اور پھول شامل کریں تو گلدستہ میں اور رنگ بھر جاتے ہیں۔

حضور نے فرمایا لیکن بعض نظریات ایسے ہیں جو بعض مذاہب سے خاص ہیں۔ مذہبی لحاظ سے بچوں کو صرف کلچر کے اس حصہ میں شمولیت سے باز رہنا چاہئے جس بارہ میں وہ کلچر مذہب سے متصادم ہے۔اگر ماں باپ کا کلچر آزاد ہے اور کسی مذہب کے خلاف نہیں تو اس کلچر میں رہنے میں کیا حرج ہے۔ اگر وہ کلچر مذہب سے متصادم ہے تو اس بارہ میں ماں باپ کی نافرمانی کا سوال نہیں بلکہ خدا کی نافرمانی کا سوال ہے۔

☆......کیا آپ یہ یقین رکھتے ہیں کہ ایک روز پاکستان میں کثرت سے لوگ احمدیت کو قبول کریں گے؟

حضور انور فرمایا مجھے یقین ہے کہ خدا کے فضل سے ایک دن احمدیہ جماعت ساری دنیا میں غالب آئے گی پاکستان تو دنیا کا ایک معمولی حصہ ہے۔ مگر اِس وقت آپ کے لئے اُس گھڑی کا تصور کرنا بہت مشکل ہے کہ ایسا کیونکر ہوگا۔ لیکن ماضی کی تاریخ میں جھانک کر دیکھیں کہ جب مسیح ناصری فلسطین میں تھے تو کتنے لوگوں نے انہیں قبول کیا تھا۔ شاید تیس آدمیوں نے لیکن انجامکار کون غالب آیا۔ حضرت مسیح علیہ السلام غالب آئے اور ان کے مخالف ناکام رہے۔ ابھی یہ یقین کرنا مشکل ہے لیکن ایسا ہو کر رہنے والا ہے۔

☆...... حقیقی امن کے قیام کے لئے ہم کیا کر سکتے ہیں؟

حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ امن کے موضوع پر میں نے کئی بار کہا ہے کہ امن عدل کی بنیادوں پر استوار ہو سکتا ہے اور عدل Absolute ہونا چاہئے۔ عدل ریجنل یا علاقائی نہیں ہو سکتا۔ یہ عالمی ہونا چاہئے۔ دنیا کے سیاستدانوں کو عالمی انصاف کے لئے کوشش کرنا ہو گی لیکن اس سے وہ احتراز کرتے ہیں تو حقیقی امن کیسے قائم ہو سکتا ہے۔ یہ تو ایسے ہی ہے جیسے نیچے کی منزل تعمیر کئے بغیر اوپر کی منزل بنانے کی کوشش کی جائے۔

☆...... عورت کے متعلق قرآن مجید کیا کہتا ہے اور اسلام میں روزمرہ کی زندگی میں عورت کا کیا کردار ہے؟

حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ قرآن مجید ایک حقیقت پر مبنی کتاب ہے۔ اور خدا کے کلام کو ایسا ہی ہونا چاہئے۔ یہ کہتا ہے کہ عورتوں کے بھی ویسے ہی حقوق ہیں جیسے ان پر مردوں کے حقوق ہیں۔ حضور نے مردوں اور عورتوں میں فطری فرق کو ظاہر کرتے ہوئے فرمایا کہ مرد اپنے پیٹ میں بچے نہیں اٹھا سکتے ۔ عالمی سطح پر مردوں اور عورتوں کے کھیلوں کے مقابلے الگ الگ ہوتے ہیں۔ یہ ناانصافی نہیں بلکہ انصاف کے مطابق ہے۔ اسی طرح اسلامی تعلیم عورتوں کے تقاضوں کے مطابق ان کے لئے خصوصی احکامات رکھتی ہے۔ لیکن جہاں تک حقوق کا تعلق ہے ان کے حقوق میں برابری ہے۔

حضور نے فرمایا کہ جرمنی میں مقیم احمدی عورتوں کو آپ خود مشاہدہ کر سکتے ہیں۔ اگر وہ چاہیں تو اس آزاد ملک میں آزادانہ زندگی کی طرز عمل اختیار کر سکتی ہیں لیکن انہوں نے جو پردہ اختیار کر رکھا ہے وہ اپنی مرضی سے ہے اور وہ اس میں خوش ہیں کیونکہ اسلام ان کی اعلیٰ ترقیات میں روک نہیں بنتا۔ اگر وہ چاہیں تو سائنسدان بن سکتی ہیں، ٹیچر، ڈاکٹر، سرجن وغیرہ بن سکتی ہیں۔ زندگی ان کے لئے بہت سے مواقع مہیا کرتی ہے اور اسلام ان کے ان ارفع مقامات تک پہنچنے میں ممد ہے اور کسی صورت میں بھی روک نہیں۔

☆...... جب کوئی مرتا ہے تو اس کی روح سے کیا ہوتا ہے۔ کیا وہ اس دنیا میں رہتی ہے یا کہاں جاتی ہے؟

حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ روح ان چار جہات سے متعلق نہیں جنہیں ہم جانتے ہیں۔ آسمانی یا بہشتی روح اس جگہ رہ سکتی ہے جہاں دوسری روحیں ہیں کیونکہ ان کی Dimensions میں فرق ہے۔ حضور نے فرمایا اس موضوع پر "اسلامی اصول کی فلاسفی" بہت بہتر کتاب ہے۔

☆......اگر ہر چیز خدا کی پیدا کردہ ہے تو وہ گویا خدا کا حصہ ہے؟

حضور نے فرمایا کہ خالق اور مخلوق ہمیشہ مختلف ہوتے ہیں، وہ کبھی ایک نہیں ہو سکتے۔ مثلاً یہ ہال کسی نے بنایا ہے مگر وہ خود ہال نہیں ہو سکتا۔ اگرچہ اس ہال میں اس کے نقوش مرتسم ہیں مگر وہ اس سے مختلف ہے۔ ایک آرٹسٹ جو آرٹ بناتا ہے وہ کتنی بھی خوبصورت تصویر بنائے وہ تصویر آرٹسٹ نہیں ہوتی۔

☆......اس سوال کے جواب میں کہ اسلام مسلمان عورتوں کی غیر مسلموں سے شادی کو Promote نہیں کرتا۔ حضور نے فرمایا کہ اگر کوئی عورت خدا کے حکم کے خلاف کسی عیسائی سے شادی کرتی ہے تو یہ اس کا اور خدا کا معاملہ ہے۔ میں کون ہوتا ہوں جو اس کے معاملہ میں دخل دوں۔ وہ اپنے لئے جو رستہ چاہے اختیار کرے۔

☆......پاکستان میں احمدیوں پر ظلم کیوں ہوتے ہیں؟ حضور نے فرمایا کہ اس بارہ میں میں آپ کو ایک بنیادی حقیقت کی طرف توجہ دلاتا ہوں۔ جب عقل اور دلیل کے میدان میں لوگ شکست کھاتے ہیں تو پھر وہ ظلم و ستم پر آمادہ ہوتے ہیں۔ حضرت عیسیٰؑ پر ظلم کیوں کئے گئے۔ ان کا پیغام تو یہ تھا کہ کوئی تمہارے ایک گال پر تھپڑ مارے تو دوسرا آگے کر دو۔ اس سے نرم تعلیم بھی کوئی ہو سکتی تھی؟ مگر پھر بھی ان کی مخالفت ہوئی۔ کیوں؟ اس لئے کہ ان کے مخالف جانتے تھے کہ یہ پیغام غالب آنے والا ہے اور اسی خوف نے انہیں ظلم و ستم پر آمادہ کیا۔ حضور نے فرمایا ملاں اور سیاسی لوگ جانتے ہیں کہ احمدیت کا پیغام دلیل کے ذریعہ مغلوب نہیں کیا جا سکتا۔ اس لئے انہوں نے خیال کیا کہ وہ تلوار کے ذریعہ اسے دبا دیں گے ۔ لیکن یہ ناممکن ہے۔ وہ تاریخ کو للکار رہے ہیں اور تاریخ جیتے گی اور جیت کر رہے گی۔

☆......اسلام اور عیسائیت میں کیا فرق ہے اور عیسائی عقیدہ میں کیا غلطی ہے؟

اس سوال کے جواب میں حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ اگر عیسائی عقیدہ سے مراد حضرت مسیح ناصریؑ کا عقیدہ ہے تو اس میں کوئی غلطی نہیں۔ یہ ناممکن ہے کہ ہم ان کے عقیدہ کو غلط کہیں۔ بانیٔ جماعت احمدیہ نے مسیح زماں ہونے کا دعویٰ کیا ہے۔ یہ کیسے ممکن ہے کہ وہ مسیح اول کے عقیدہ کو غلط کہیں۔ انہوں نے یہ کہا ہے کہ یہ نہایت اہم وقت ہے کہ عیسائی حضرت مسیح ناصری کے پیغام کی طرف واپس لوٹیں اور سینٹ پال کی عیسائیت کو ترک کر دیں۔ عیسائی عقیدہ اپنی مبادیات میں اسلام سے مختلف نہیں لیکن تفصیلات میں فرق ہے۔ جیسے ارتقاء میں زندگی نئے مراحل طے کرتی ہے اسی طرح مذہبی ارتقاء میں اسلام آخری نقطۂ عروج ہے ۔ آخر پر حضور نے تمام مہمانوں اور خاص طور پر مقامی برگا ماسٹر کا شکریہ ادا کیا۔ مجلس کے اختتام پر حضور انور فرینکفورٹ واپس تشریف لائے۔ **(باقی اگلے شمارہ میں انشاء اللہ)**

اخراج از نظام جماعت

سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے محمد اسد اللہ بنگلوری ابن مکرم بی ابراہیم صاحب بنگلوری آف بلاری کرناٹک کو اخراج از نظام جماعت کی تعزیر دی ہے۔ احباب مطلع رہیں۔

(ناظر امور عامہ صدر انجمن احمدیہ قادیان)

منقولات

نشلی دوائیوں کا اجگر بھارت کو جکڑ رہا ہے

کچھ وقت پہلے نیویارک میں ایک بھارتیہ جوڑے کے پاس سے ایک کروڑ ساٹھ لاکھ ڈالر کی ہیروئن پکڑی گئی اس سے پتہ چل گیا کہ امریکہ میں ہیروئن کی سپلائی خاص طور سے بھارت کے ذریعہ ہوتی ہے۔

لیکن وہ مقدار تو بہت تھوڑی تھی۔ کیونکہ امریکہ میں ہر سال گیارہ کروڑ ڈالر کی نشلی دوائیاں بیچی جاتی ہیں۔ لیکن اس سے صاف ہو گیا کہ نشلی دوائیوں کو باہر بھیجنے میں بھارتیہ علاقہ کا استعمال بڑھ رہا ہے۔

بھارت اس کاروبار کے بیچ میں ہے اور اس کام کو جنوب مشرقی ایشیا یا پاکستان کے لوگ کرتے ہیں۔ لیکن اگر اسے نہیں روکا گیا تو ہندوستانی بھی اس میں شامل ہو جائیں گے۔ دوسری رپورٹ کے مطابق پچھلے تین سالوں میں نیپال میں نشلی دوائیاں بیچنے والے بدیشیوں میں سب سے زیادہ بھارتیہ تھے نیپال کے افسران کے مطابق گذشتہ ۳۴ مہینوں میں ۲۷ غیر ملکی پکڑے گئے جن میں ۳۴ بھارتیہ تھے جو آسٹریلیا، فرانس، سوئزرلینڈ اور امریکہ سے آئے تھے۔ کچھ لوگ پچھمی جرمنی، ڈنمارک، جاپاک، برٹن، اٹلی، ہالینڈ، بیلجیم، گریس اور ناروے کے بھی تھے۔ ان لوگوں کے پاس سے ماری جوانا، گانجہ مارفین، ہیروئن، افیم اور کوکین پکڑی گئی ۱۰۷ کلوگرام ماری جوا، ۲۵۴ کلوگرام گانجہ، ۶ کلوگرام ہیروئن اور پانچ کلوگرام افیم پکڑی گئی۔ نشلی دوائیوں کا کاروبار ایک بین الاقوامی دھندا بن چکا ہے اور بھارت بھی تیزی سے اس کی لپیٹ میں آ رہا ہے۔ ادھر ۲۱ ویں صدی دروازہ کھٹکھٹا رہی ہے۔ ادھر دہلیز پر غیر ملکی دوائیاں زہریلی اور نشلی کے ڈھیر لگے ہیں۔

حال ہی میں ورلڈ ہیلتھ آرگنائزیشن نے اپنی ایک رپورٹ میں کہا کہ دنیا میں ۵ کروڑ سے زیادہ لوگ ایسے ہیں جو نشلی دوائیوں کا سارا دھندہ برما، تھائی لینڈ اور لاؤس میں ہوتا ہے اور اس کی سمگلنگ پاکستان، افغانستان اور ایران میں سے ہوتی ہے۔

افیم کی کھیتی اُتری پچھمی پاکستان، افغانستان اور ایران میں بڑے پیمانہ پر ہو رہی ہے۔ اسے پنجاب اور راجستان کی سرحدوں کے راستے سے سمگل کیا جاتا ہے۔ پوربی سرحد پر یہ نشلی دوائیاں ڈھاکہ اور کٹھمنڈو پہنچتی ہیں۔ وہاں سے انہیں بھارت بھیجا جاتا ہے اور بھارت سے یہ دوسرے ملکوں کو پہنچائی جاتی ہیں۔ اس طرح بدقسمتی سے بھارت ان نشلی دوائیوں کے سمگلنگ کے دھندے کا مرکز بن چکا ہے۔ اور یہی وجہ ہے کہ تیزی سے خود بھارت میں لوگ نشلی دوائی کے عادی بن رہے ہیں۔

بھارت میں جو لوگ نشلی دوائیوں کا استعمال کرتے ہیں ان میں سے ۳۵ فیصد کالج کے طالب علم ہیں جو نوجوان اس کا استعمال نہیں کرتے انہیں ماڈرن نہیں سمجھا جاتا۔ اس لئے وہ ایسا کرنے لگتے ہیں۔ نشلی چیزیں آسانی سے مل جاتی ہیں۔ اس کام میں پولیس بھی ملی ہوتی ہے۔ کئی کالجوں میں تو کالج کے اندر ہی یہ چیزیں بکتی ہیں ان کا استعمال کرنے والے طالب علم پکے خیالات کے نہیں ہوتے کچھ طالب علم جرم کے جذبات نکریا مایوسی کی وجہ سے یہ لیتے ہیں۔

سیبل کالج کے طالب علم سگریٹ سے تمباکو نکال کر تمباکو میں یہ چیزیں ملا دیتے ہیں اور اسے سگریٹ میں بھر کر اسے گیلا کر کے پیتے ہیں۔ ان طالب علموں کی عمر ۱۸ سے ۲۵ سال تک ہوتی ہے۔ ایک خاص طرح کی ہیروئن جس کا نام براؤن شوگر ہے کالجوں میں بہت بک رہی ہے۔ لڑکیاں بھی اس کا استعمال کرنے لگی ہیں۔ یہ چیزیں کاغذ کے پیکٹ میں بیچی جاتی ہیں۔ ایک کلوگرام براؤن شوگر کی قیمت ایک ڈیڑھ لاکھ ہے۔

نشلی دوائیاں اور بھارتیہ قانون:۔

آج ضرورت اس بات کی ہے کہ بہت بڑے ڈھنگ سے اُن قانونوں کو لاگو کیا جائے جو بھارتیہ قانون میں نشلی دوائیوں کی تجارت کرنے والے مجرموں کے خلاف بنایا گیا ہے۔ بھارتیہ قانون کے تحت اُسے ۱۰ سے ۲۰ سال کی کڑی سزا اور ایک سے دو لاکھ روپیہ جرمانہ اور اسی جرم کو پھر سے دوہرانے پر ۱۵ سے ۳۰ سال کی کڑی سزا اور ڈیڑھ لاکھ سے تین لاکھ روپیہ جرمانہ کیا ہے۔ یہ نیا قانون ۱۹۸۵ء میں بنایا گیا تھا۔ اس کے ساتھ ہی سارے ملک میں ۱۲۵ ایسے مرکز کھولے گئے جہاں ہزاروں ان لوگوں کا علاج کیا جاتا ہے جو دوائیوں کے نشے کے عادی ہو چکے ہیں بھارت میں نشلی دوائیوں کی عادت سکول سکول ہی سے شروع ہو جاتی ہے۔

اس لئے ضرورت اس بات کی ہے کہ سکولوں میں اس کے خلاف باقاعدہ تحریک چلا کر تعلیم دی جائے۔

یہ لعنت محض صرف بڑے شہروں تک ہی محدود نہیں ہے بلکہ گاؤں تک بھی پہنچ چکی ہے۔ حال ہی میں ہوئے ایک سروے سے پتہ چلا ہے کہ گاؤں میں ہر طرح کی شراب کے ساتھ نشلی دوائیاں بھی بڑے پیمانہ پر داخل ہو چکی ہیں۔ ایک سجھاؤ دیا گیا تھا کہ شادیوں کے موقعہ پر شراب کا استعمال قانونی طور پر بند کیا جائے۔ اس کے ساتھ یہ سجھاؤ بھی آیا تھا کہ کسی بھی سکول یا دھارمک جگہ پر ایک کلو میٹر کے اندر شراب کی دکان کھولنے کی اجازت نہ دی جائے۔ لیکن ان تجاویز پر کوئی عملی شکل نہیں دی گئی بلکہ سروے سے یہ پتہ چلا کہ دیہی علاقوں کے ۷۵ فیصد لوگ اپنے پڑوس یا پچھواڑے میں شراب کی دکان کی موجودگی کے خلاف ہیں۔

نشلی دوائیوں کے بارے میں یہ بات یاد رکھنی بہت ضروری ہے کہ وہ سبھی درآمد ہوتے ہیں اور بہت مہنگے ہیں۔ جو بھی شخص ان کا عادی ہو جاتا ہے اسے یہ دوائیاں حاصل کرنے کیلئے جب پیسے کی ضرورت ہوتی ہے تو وہ ہر طرح کے جرم کرتا ہے۔ اس طرح ایک سماجک لعنت دوسرے جرم کو جنم دیتی ہے اور مجرموں کی کڑیاں بنتی چلی جاتی ہیں۔

بے روزگاری کا گہرا تعلق اس نشلی دوائیوں کے مسئلہ سے ہے اس لئے یہ ضروری ہے کہ ہماری یونیورسٹیوں میں نوجوانوں کو باقاعدہ صلاح دی جائے اور بتایا جائے کہ ان کا استعمال کتنا خطرناک ہے۔ تبھی انہیں اس پنجے سے بچایا جا سکتا ہے۔ کڑے قانون اور سماجک تعلیم مل کر اس مسئلہ کا حل کر سکتے ہیں۔

(پریس ایشیا انٹر نیشنل)

الیکشن اور مسلم جماعتیں

۵ مسلم جماعتوں کا ۳۴ نکاتی ایجنڈہ مجلس مشاورت نے مسترد کر دیا

نئی دہلی ۲۹ جولائی گزشتہ روز مسلم مجلس مشاورت کے ارکان دن بھر اس نکتہ پر بحث کرتے رہے کہ اس ۳۴ نکاتی مسلم ایجنڈا کا کیا کیا جائے جو سیف الدین سوز کی کنویز شپ میں ۵ مسلم جماعتوں کی طرف سے پچھلے دنوں جاری ہوا ہے۔ آخرکار مشاورت نے اپنے ارکان پر پابندی عائد کر دی ہے کہ وہ اس جاری ایجنڈہ کا حصہ نہ بنیں اور کوئی بھی رکن ایسی میٹنگ میں مشاورت کی جانب سے شرکت نہ کرے جو اس ایجنڈہ کے تعلق سے بلائی جائے۔ بعض ارکان نے اس بات پر غصہ ظاہر کیا کہ مشاورت کے ایک دو ارکان نے اس ایجنڈا کے تعلق سے بلائی گئی ۵ مسلم جماعتوں کی میٹنگ میں مشاورت کے نمائندوں کی حیثیت سے شرکت کی اور ایجنڈہ پر اسی حیثیت سے دستخط بھی کر دیئے۔ میٹنگ میں یہ بھی کہا گیا کہ جمیعۃ علماء، جماعت اسلامی، مسلم پرسنل لاء بورڈ اور ملی کونسل کے علاوہ بھی بہت سی مسلم جماعتیں ہیں جن کو اس میں شامل کیا جانا چاہئے تھا۔ مشاورت نے طے کیا کہ فی الحال سیاسی معاملات پر کوئی فیصلہ نہ کیا جائے اور وقت آنے تک اس کو ٹال دیا جائے۔

ایک انتہائی معتبر ذریعہ نے شناخت ظاہر نہ کرنے کی شرط پر بتایا کہ میٹنگ میں مسلم ایجنڈہ کے تعلق سے خیال ظاہر کرتے ہوئے بعض ارکان نے یہ انکشاف کیا کہ یہ پورا ایجنڈہ صرف تین افراد کے مفادات کو ذہن میں رکھ کر پیش کیا گیا ہے۔ ذریعہ نے بتایا کہ نیشنل کانفرنس سے نکالے جانے کے بعد سیف الدین سوز مغربی یوپی کی کسی سیٹ سے کانگریس کے ٹکٹ پر الیکشن لڑنا چاہتے ہیں جب کہ کشن گنج (بہار) سے لالو پرساد یادو سید شہاب الدین کو ٹکٹ دینا چاہتے ہیں یا شہاب الدین خود ٹکٹ لینا چاہتے ہیں اور ڈاکٹر منظور عالم بھی ملی پولٹیکل فورم کے کنویز کمال فاروقی کو مغربی یوپی میں کہیں سے کانگریس سے ٹکٹ دلوانا چاہتے ہیں۔ مذکورہ ذریعہ نے یہ بھی بتایا ہے کہ مشاورت نے محسوس کیا کہ اس کو محض ان تین افراد کی وجہ سے استعمال کیا جا رہا ہے لہذا اہم فی الحال اس ایجنڈہ سے کوئی تعلق نہیں جوڑ رہے ہیں۔

ایک اور ذریعہ نے بتایا ہے کہ پچھلے دنوں لکھنؤ میں مسلم پرسنل لاء بورڈ کی ایک میٹنگ ہوئی تھی جس میں شفیع مونس مولانا ولی رحمانی اور مولانا احمد علی قاسمی نے بھی شرکت کی تھی۔ اس میٹنگ میں یہ طے کر دیا گیا تھا کہ اس ایجنڈہ سے مسلم پرسنل لا بورڈ کوئی تعلق نہیں رکھے گا اور ایسی کسی میٹنگ میں نہیں جائے گا۔

(بحوالہ سازِ دکن حیدر آباد ۹۹-۷-۳)

طوفان نوح کے بارے امریکن سائنس دانوں کی نئی تحقیق

طوفان بحر اسود سے اُٹھا اور یہ موت کا سمندر بن گیا

ہمبرگ (ڈی پی اے) عیسائیوں اور یہودیوں کی طوفان نوح سے زیادہ پرانی کوئی دوسری اسرار یا روایتی داستان نہیں ہے اور اب تحقیق سے پتہ چلا ہے کہ بائیبل میں بڑے طوفان کا جو ذکر ہے وہ روایتی داستان اور سائنس کے درمیان بین بین ہے مصنفوں نے برسوں میں ۷۲ زبانوں میں ۸۰ ہزار مطبوعات مرتب کی ہیں۔ ان میں سے کچھ ایک میں مذہبی جوش بھرا ہوا ہے کچھ ایک میں سائنٹفک تفاصیل درج ہیں اور سب نے طوفان کی اصلیت جاننے کی کوشش کی ہے۔ اس مسئلہ کے حل ہونے کے بارے کئی سو بار اعلان ہو چکا ہے لیکن اس سوال کا جواب نہیں ملا کہ آیا یہ طوفان عالمی نوعیت کا تھا یا مقامی اب سرکردہ ماہر طبقات الارض والٹر پٹ مین اور ولیم دیان کا خیال ہے کہ اس امر کا واضح ثبوت ہے کہ طوفان بحیرہ اسود کے علاقہ میں ۷۶۰۰ سال پہلے آیا تھا۔

اعصابی جنگ ختم ہونے کے بعد وہ روس بلگاریہ اور ترکی کے ماہرین کے ساتھ مل کر تحقیق کر سکے اور اس نتیجہ پر پہنچے ہیں کہ فاس فورس سے وابستہ سالٹ سمندر زموره سمندر اور دانیال اکجین ساگر پہلے بند تازہ پانی کا سمندر تھا۔ جو دنیا کے سمندروں سے نیچے تھا اور پھر وہ برفانی یگ کے پانی پگھلنے سے بھر گیا۔ بحیرہ روم کا نمکین پانی تنگ باس فورس علاقہ میں داخل ہوا اور یہ پانی ۸۰ کلو میٹر فی گھنٹہ کی رفتار سے بڑھا اور بحیرہ اسود جو پہلے ایک نخلستان تھا موت کا سمندر بن گیا۔

ولادت

میری پوتی عزیزہ امتہ الہادی خلعت اہلیہ عزیز محمد ارشد کو اللہ تعالیٰ نے مورخہ 99-7-15 کو بیٹا عطا فرمایا ہے جس کا نام "عمران قیوم" تجویز ہوا ہے۔ نومولود "وقف نو" میں شامل ہے۔ بچہ مکرم مولانا حمید الدین صاحب شمس مرحوم کا نواسہ اور محترم محمد شفیع صاحب مرحوم کا پوتا ہے۔ نومولود کی صحت و سلامتی درازی عمر نیک صالح اور خادم دین بننے کے لئے دعا کی درخواست ہے۔

(امانت 100X رشیدہ بیگم اہلیہ مستری محمد دین صاحب درویش مرحوم قادیان)

REGISTERED WITH THE REGISTRAR OF NEWS PAPER FOR INDIA AT NO-R.N61/57

Subscription
Annual Rs/-150
Foreign
By Air : 20 Pound or 40$ U.S.A
: 60 Mark German
By Sea : 10 Pound or 20$ U.S.A

The Weekly BADR

.Qadian 143516, Distt. Gurdaspur Punjab ((INDIA)

☎ (091) 01872-70757
FAX:(091) 01872-70105

Vol - 48 | Thursday, 26th Aug 1999 | Issue No. 34

احمدیت کے مخالفین کے نام

تضمین برنظم حضرت مسیح موعود علیہ السلام

خالق سے اپنے دل کو لگاؤ گے یا نہیں
سر کو اسی کے در پہ جھکاؤ گے یا نہیں
غیروں کی یاد دل سے بھگاؤ گے یا نہیں
"یارو خودی سے باز بھی آؤ گے یا نہیں"
"خو اپنی پاک و صاف بناؤ گے یا نہیں"
دین خدا کی راہ بھی پاؤ گے یا نہیں
نیکی کو تم شعار بناؤ گے یا نہیں
نفسِ دُنی سے جان کو چھڑاؤ گے یا نہیں
"باطل کی میل دل سے ہٹاؤ گے یا نہیں"
"حق کی طرف رجوع بھی لاؤ گے یا نہیں"
اے کاش تم نہ راہ ہدایت کو بھولتے
یار ازل کے ساتھ روابط نہ ٹوٹتے
"کب تک رہوگے ظلمتِ باطل میں گھومتے
کب تک رہوگے ضدو تعصب میں ڈوبتے"
"آخر قدم بصدق اٹھاؤ گے یا نہیں"
مامور وقت لایا ہے آیات بینات
ظاہر ہوئے ہیں اس کے نشانات و معجزات
حجت ہوئی تمام نہ کی تم نے التفات
"کیونکر کروگے رد جو محقق ہے ایک بات"
"کچھ ہوش کرکے عذر سناؤ گے یا نہیں"
قہر خدا سے آئے گا تم پہ اک عذاب
دینا پڑے گا تم کو ہر اک بات کا حساب
اس وقت ہوں گے عرقِ ندامت سے آب آب
سچ سچ کہو اگر نہ بنا تم سے کچھ جواب
"پھر بھی یہ منہ جہاں کو دکھاؤ گے یا نہیں"

(محمد ابراہیم شاد۔ بہار جاوداں)

قادیان میں یوم آزادی کی تقریب

مورخہ ۱۵ اگست یوم آزادی کی قومی تقریب پورے جوش و جذبہ سے مقامی بلدیہ میں منعقد کی گئی۔ قادیان حلقہ کے ایم ایل اے سردار نتھا سنگھ دالم نے ۱۱ بجے قومی پرچم لہرایا اور گارڈ سے سلامی لی۔ سکول کی بچیوں نے اس موقعہ پر قومی ترانا گایا۔ پروگرام زیر صدارت شریمتی اندر جیت کور صدر میونسپل کمیٹی شروع ہوا ان کے ساتھ مکرم سعادت احمد صاحب جاوید ایڈیشنل ناظر امور عامہ خارجہ جو وائس پریذیڈنٹ بلدیہ ہیں تشریف فرما تھے علاوہ ازیں مکرم چوہدری محمد اکبر صاحب ناظر امور عامہ اور مکرم منیر احمد صاحب حافظ آبادی وکیل الاعلیٰ تحریک جدید بھی سٹیج پر تشریف فرما تھے تعلیم الاسلام سکول کے بچوں نے محب وطن کا ترانا گایا۔ اسطرح خالصہ سکول کے طالب علم عزیز طاہر احمد حافظ آبادی نے وطن سے محبت اور کارگل شہیدوں کو سلام پر ایٹم پیش کی۔ دیش پیار کے گیت مختلف آرٹسٹوں نے سنائے اور بیچ بیچ میں لیڈر صاحبان کی تقاریر بھی ہوتی رہیں جنمیں ایم ایل اے صاحب حکیم سورن سنگھ نے تقاریر کیں۔ مکرم سعادت احمد وائس پریذیڈنٹ نے اپنی تقریر میں جماعت احمدیہ کی طرف سے اس مبارک موقعہ پر سب کو مبارک باد دی اور ملک و قوم کی خدمت کے جذبہ کو پیش کیا م یہ بات قابل ذکر ہے کہ جہاں قادیان شہر و گرد ونواح کے بہت سے افراد اس تقریب میں شرکت کیلئے آئے ہوئے تھے وہاں قومی جذبہ سے سرشار جماعت احمدیہ کے افراد نے بھی کثرت سے اس میں شرکت فرمائی۔ آخر پر معزز مہمانوں کی چائے پارٹی کے ساتھ تواضع کے بعد تقریب ایک بجے اختتام پذیر ہوئی۔

(ایڈیشنل ناظر امور خارجہ)

درخواست دُعا

خاکسار کی بیٹی   اُمید سے ہے احباب کرام دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے عزیزہ کو نیک صالح خادم دین بننے والی اولاد نرینہ عطا کرے۔ اور اس کی زچگی کا مسئلہ بسہولت طے ہو جائے۔ آمین۔ اعانت بدر ۱۰۰ روپے۔

(روشن خان پنکال اڑیسہ)

دعائے مغفرت

● خاکسار کے چچا محترم فرمان اللہ خان صاحب جو کہ فوج میں ملازمت کرتے تھے اور راجستھان میں ڈیوٹی کر رہے تھے ۷ مئی کو دو منزلہ عمارت سے گر گئے او کمر کی ہڈی ٹوٹ گئی تقریباً ایک مہینہ دس دن دہلی کے ہسپتال میں علاج ہوا ۱۸ جون بروز جمعۃ المبارک ان کو پونا ملٹری ہسپتال میں لے جا رہے تھے کہ راستے میں اپنے حقیقی مولیٰ سے جا ملے انا للہ وانا الیہ راجعون۔ ان کی عمر صرف ۳۷ سال کی تھی مرحوم اپنے پیچھے اہلیہ اور دو بچوں کو چھوڑ گئے ہیں مرحوم کے اندر جماعت احمدیہ کی محبت کوٹ کوٹ کر بھری تھی جہاں بھی ڈیوٹی پر جاتے تبلیغ کرتے جماعت احمدیہ گوا کا انہوں نے ہی مرکز سے رابطہ کرایا تھا اللہ تعالیٰ ان کے درجات بلند کرے اور اُن کو جنت الفردوس عطا کرے۔ نیز ان کے اہل خانہ کو صبر جمیل عطا کرتے۔

(ظہور احمد جاوید متعلم جامعہ احمدیہ قادیان)

● خاکسار کے شوہر معین الدین صاحب ریٹائرڈ سب انسپکٹر آف محبوب نگر۔ آندھرا پردیش (وفات ۱۸ اگست ۱۹۹۸) کی مغفرت اور بلندی درجات کیلئے نیز خاکسارہ کے بیٹے ناصر احمد کیلئے جو ان دنوں جموں بارڈر پر ڈیوٹی پر ہے کی صحت و سلامتی اور دشمن کے ہر شر سے محفوظ رہنے کیلئے دعا کی درخواست ہے۔ اعانت بدر ۱۰۰ روپے۔

(اہلیہ معین الدین صاحب مرحوم محبوب نگر)

ESTD:1898
MFRS OF ARMY INDUSTRIAL AND CIVILIAN FANCY SHOES
M. MOOSA RAZA SAHIB & SONS
NO 6 ALBERT VICTOR ROAD FORT
BANGALORE - 560002 INDIA
☎: 6700558 FAX: 6705494

طالب دُعا: محبوب عالم ابن محترم حافظ عبدالمنان صاحب مرحوم
M/S NISHA LEATHER
Specialist in Leather Belts, Leather
Ladies & Gents Bag, Jackets Wallets etc.
19A, Jawahar Lal Nehru Road
Calcutta- 700081 ☎ 2457153

محمود احمد بانی
منصور احمد بانی | اسد محمود بانی
کلکتہ
BANI®
موٹر گاڑیوں کے پرزہ جات
Our Founder:
Late Mian Muhammad Yusuf Bani
(1908 - 1968)
AUTOMOTIVE RUBBER CO.
BANI AUTOMOTIVES | BANI DISTRIBUTORS
5, Sooterkin Street, Calcutta-700 072
☎: SHOWROOM: 237-2185, 236-9893 WAREHOUSE: 343-4006, 343-4137 RESI: 236-2096, 236-4696, 237-8749 FAX NO: 91-33-236-9893